روزنامہ
ٹیلی فون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

پیر 17 مئی 2010ء 2 جمادی الثانی 1431 ہجری 17 ہجرت 1389 ہش جلد 60-95 نمبر 107

خط کی اطلاع

حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

’’پنڈت شیونارائن نے جو برہموسماج کا ایک منتخب معلم ہے لاہور سے میری طرف ایک خط لکھا کہ میں حصہ سوم (براہین احمدیہ۔ناقل) کا رد لکھنا چاہتا ہوں ابھی وہ خط اس جگہ نہیں پہنچا تھا کہ خدا نے بطور مکاشفات مضمون اس خط کا ظاہر کر دیا۔ چنانچہ کئی ہندوؤں کو بتلایا گیا اور شام کو ایک ہندو کو ہی جو آریہ ہے، ڈاک خانہ میں بھیجا گیا تا گواہ رہے۔ وہی ہندو اس خط کو ڈاکخانہ سے لایا۔ پھر میں نے پنڈت شیونارائن کو لکھا کہ جس الہام کا تم رد لکھنا چاہتے ہو خدا نے اسی کے ذریعہ سے تمہارے خط کی اطلاع دی اور اس کے مضمون سے مطلع کیا۔ اگر تم کو شک ہے تو خود قادیان میں آ کر اس کی تصدیق کر لو کیونکہ تمہارے ہندو بھائی اس کے گواہ ہیں۔ رد لکھنے میں بہت سی تکلیف ہوگی اور اس طرح جلدی فیصلہ ہو جائے گا۔‘‘

﴿تذکرہ صفحہ 47﴾

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

ایک شخص الٰہی بخش نام جو .... میرے ساتھ تعلق ارادت رکھتا تھا اور بارہا قادیان میں آیا کرتا تھا اور مجھ کو ایک سچا ملہم خدا تعالیٰ کی طرف سے جانتا تھا اور خدمت کرتا تھا۔ بعض دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ صبح کے وقت نماز کے بعد بمقام امرتسر میں سوتا تھا اور میرے منہ پر چادر تھی۔ تب ایک شخص آیا اور اُس نے میرے پاؤں دبانے شروع کر دئے۔ جب میں نے چادر اُٹھا کر دیکھا تو وہی الٰہی بخش تھا۔ اس تحریر سے غرض یہ ہے کہ اس حد تک اُس کا اخلاص پہنچ گیا تھا کہ کسی نوع کی خدمت سے وہ ننگ اور عار نہیں رکھتا تھا اور نہایت انکسار سے معمولی خدمت گاروں کی طرح اپنے تئیں تصور کرتا تھا اور مالی خدمت میں بھی حتی المقدور اپنے دریغ نہیں کرتا تھا۔ جب تک خدا نے چاہا وہ اسی مخلصانہ حالت میں رہا اور مجھ کو بڑی امید تھی کہ وہ اپنے اخلاص میں بہت ترقی کرے گا۔ .... پھر اُس کو کچھ مدت کے بعد یہ خیال پیدا ہوا کہ مجھ کو الہام ہوتا ہے اور یہی ایک زہریلہ بیج تھا کہ قضا و قدر نے اس میں بو دیا۔ پھر اس کے بعد اندر ہی اندر اُس کی مخلصانہ حالت میں کچھ تغیر ہوتا گیا اور پھر جس زمانہ میں خدا تعالیٰ نے مجھے لوگوں سے بیعت لینے کے لئے مامور فرمایا اور قریباً چالیس[40] آدمی یا کچھ زیادہ بیعت میں داخل ہوئے اور عام طور پر خدا تعالیٰ کے حکم کے موافق ہر ایک کو سنایا کہ جو شخص ارادت رکھتا ہے وہ بیعت میں داخل ہو تب اس بات کو سنتے ہی الٰہی بخش کا دل بگڑ گیا اور وہ کچھ مدت کے بعد مع اپنے دوست منشی عبدالحق کے قادیان میں میرے پاس آیا اس غرض سے کہ تا اپنے الہام سناوے اور اب کی دفعہ اُس کے مزاج میں اس قدر سختی ہوگئی تھی کہ گویا وہ اور ہی تھا الٰہی بخش نہیں تھا۔ اُس نے بے باکی سے اپنے الہام سنانے شروع کئے اور وہ ایک چھوٹی سی بیاض میں لکھے ہوئے تھے جو اُس کی جیب میں تھی۔ منجملہ اُن کے اُس نے یہ سُنایا کہ خواب میں میں نے دیکھا ہے کہ آپ مجھے کہتے ہیں کہ میری بیعت کرو اور میں نے جواب دیا کہ میں نہیں کرتا بلکہ تم میری بیعت کرو۔ اس خواب کی وجہ سے وہ سر سے پیر تک تکبر اور غرور سے بھر گیا اور یہ سمجھا کہ میں ایسا بزرگ ہوں کہ مجھے بیعت کی حاجت نہیں بلکہ اُن کو میری بیعت کرنی چاہئے مگر دراصل یہ شیطانی وسوسہ تھا کہ اُس کی ٹھوکر کا باعث ہوا۔ بات یہ ہے کہ جب انسان کے دل میں تکبر اور انکار مخفی ہوتا ہے تو وہی انکار حدیث النفس کی طرح خواب میں آ جاتا ہے اور ایک نادان سمجھتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے حالانکہ وہ انکار محض اپنے مخفی خیالات سے پیدا ہوتا ہے خدا سے اُس کو کچھ تعلق نہیں ہوتا۔ پس صدہا جاہل محض اس حدیث النفس سے ہلاک ہو جاتے ہیں۔ غرض الٰہی بخش نے نہایت شوخی اور بے باکی سے وہ خواب مجھ کو سنائی اور مجھ کو اُس کی نادانی پر افسوس آتا تھا کیونکہ میں یقیناً جانتا تھا کہ جو کچھ وہ سُنا رہا ہے وہ صرف حدیث النفس ہے۔ مگر چونکہ میں نے اُس کے دل میں تکبر محسوس کیا اور نخوت اور خود بینی کے علامات دیکھے اور اُس کے کلمات میں تیزی پائی گئی اس لئے میں نے اُس کو نصیحت کے طور پر کچھ کہنا بے سود سمجھا۔ یہ افسوس کا مقام ہے کہ اکثر لوگ ہر ایک بات کو جو غنودگی کی حالت میں اُن کی زبان پر جاری ہوتی ہے خدا کا کلام قرار دیتے ہیں اور اس طرح پر آیت کریمہ لا تقف .... کے نیچے اپنے تئیں داخل کر دیتے ہیں اور یاد رکھنا چاہئیے کہ اگر کوئی کلام زبان پر جاری ہو اور قال اللہ و قال الرسول سے مخالف بھی نہ ہو تب بھی وہ خدا کا کلام نہیں کہلا سکتا جب تک خدا تعالیٰ کا فعل اُس پر گواہی نہ دے کیونکہ شیطان لعین جو انسان کا دشمن ہے جس طرح اور طریقوں سے انسان کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اسی طرح اُس مُضِلّ کا ایک یہ بھی طریق ہے کہ اپنے کلمات انسان کے دل میں ڈال کر اس کو یہ یقین دلاتا ہے کہ گویا وہ خدا کا کلام ہے اور آخر انجام ایسے شخص کا ہلاکت ہوتی ہے۔

﴿حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن جلد 22 ص 533﴾

چیٹنگ نہ کریں

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

’’اب Internet کے بارے میں بھی میں کہنا چاہتا ہوں وہ بھی اسی زمرہ میں آتا ہے پردہ نہ کرنے کے، کہ Chatting ہو رہی ہے یونہی نمبر جب آ کے open کر رہے ہوتے ہیں Internet پہ بات چیت Chatting شروع ہوگئی اور پھر شروع میں تو بعض دفعہ یہ نہیں پتہ ہوتا کہ کون بات کر رہا ہے؟ یہاں ہماری لڑکیاں بیٹھیں ہیں دوسری طرف پتہ نہیں لڑکا ہے یا لڑکی ہے اور بعض لڑکے خود چھپاتے ہیں اور بعض لڑکیوں سے لڑکی بن کر باتیں کر رہے ہوتے ہیں۔

اس طرح یہ بھی میرے علم میں آئی ہے یہ بات، اور لڑکیاں سمجھ کر یہ تو بات چیت شروع ہوگئی جماعت کا تعارف شروع ہو گیا۔ اور لڑکی خوش ہو رہی ہوتی ہے کہ چلو دعوت الی اللہ کر رہی ہوں یہ پتہ نہیں کہ اس لڑکی کی کیا نیت ہے آپ کی نیت اگر صاف بھی ہے تو دوسری طرف جو لڑکا بیٹھا ہوا ہے internet پر۔ تو اس کی نیت کیا ہے۔ یہ آپ کو کیا پتہ؟ اور آہستہ آہستہ بات اتنی آگے بڑھ جاتی ہے کہ تصویروں کے تبادلے شروع ہو جاتے ہیں۔ اب تصویریں دکھانا تو انتہائی بے پردگی کی بات ہے۔ اور پھر بعض جگہوں پہ رشتے بھی ہوئے ہیں۔ جیسے میں نے کہا کہ بڑے بھیانک نتیجے سامنے آئے ہیں اور ان میں سے اکثر رشتے پھر تھوڑے ہی عرصہ کے بعد ناکام بھی ہو جاتے ہیں۔‘‘

(مشعل راہ جلد پنجم حصہ اول صفحہ 84، 85)

(ناظر اصلاح و ارشاد مرکزیہ بسلسلہ تعمیل فیصلہ جات شوریٰ 2010ء)

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

23 مئی 2010ء

1-30 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
2-00 am بستان وقف نو
3-15 pm راہ ھدیٰ
4-45 am خطبہ جمعہ 21 مئی 2010ء
5-55 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
6-25 am یسرنا القرآن
6-45 am تلاوت
6-55 am لقاء مع العرب
8-00 am خبرنامہ
8-20 am خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2010ء
9-30 am فیتھ میٹرز
10-30 am آئل پینٹنگ
11-00 am تلاوت
11-25 am گلشن وقف نو
12-35 pm فیتھ میٹرز
1-40 pm آئس ہوٹل ان کینیڈا
2-15 pm جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ
3-00 pm انڈونیشین سروس
4-00 pm سپینش سروس
5-00 pm تلاوت
5-10 pm درس حدیث
5-25 pm یسرنا القرآن
5-50 pm بنگلہ سروس
6-50 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2010ء
8-00 pm گلشن وقف نو
9-10 pm خبرنامہ
9-30 pm فیتھ میٹرز
10-30 pm یسرنا القرآن
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm عربی سروس

24 مئی 2010ء

1-35 am Hotel de Glace
3-20 am خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2010ء
4-25 am کچھ یادیں کچھ باتیں
5-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-35 am تلاوت
5-50 am یسرنا القرآن
6-25 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
7-00 am لقاء مع العرب
8-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
8-35 am خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2010ء
9-40 am Hotel de Glace
10-10 am سوال و جواب
11-00 am تلاوت، درس حدیث اور بین الاقوامی جماعتی خبریں
12-00 pm گلشن وقف نو
1-10 pm سیرت النبی ﷺ
2-05 pm فرنچ ملاقات پروگرام
3-10 pm انڈونیشین سروس
4-10 pm تقاریر جلسہ سالانہ
5-00 pm تلاوت اور بین الاقوامی جماعتی خبریں
6-00 pm بنگلہ پروگرام
7-05 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 15 مئی 2009ء
8-05 pm تقاریر جلسہ سالانہ
9-00 pm خبرنامہ
9-15 pm گلشن وقف نو
10-35 pm فرنچ پروگرام
11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm عربی سروس

25 مئی 2010ء

12-30 am لقاء مع العرب
1-35 am بین الاقوامی جماعتی خبریں
2-05 am گلشن وقف نو
3-15 am تقاریر جلسہ سالانہ
4-00 am خطبہ جمعہ فرمودہ 21 مئی 2010ء
5-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
5-35 am تلاوت، درس ملفوظات، ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
6-35 am لقاء مع العرب
7-40 am فرنچ کلاس
8-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-45 am فرنچ ملاقات
10-15 am جلسہ سالانہ سوئٹزرلینڈ 2004ء
11-00 am تلاوت، درس ملفوظات، ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
12-05 pm بستان وقف نو
1-05 pm سوال و جواب
2-05 pm یوکے بیوت الذکر کا دورہ
3-00 pm انڈونیشن سروس
4-00 pm سندھی سروس
5-05 pm تلاوت، ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
5-50 pm یسرنا القرآن
6-05 pm بنگلہ پروگرام
7-05 pm خدام الاحمدیہ یوکے اجتماع 2004ء
7-55 pm بستان وقف نو
9-00 pm خبرنامہ
9-10 pm سوال و جواب
10-35 pm یسرنا القرآن
10-50 pm تاریخی حقائق
11-20 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-35 pm عربی سروس

26 مئی 2010ء

12-40 am عربی سروس
1-40 am ان سائیٹ اور سائنس اور میڈیسن ریویو
2-15 am بستان وقف نو
2-55 am انتخاب سخن
5-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-35 am تلاوت اور درس ملفوظات
6-00 am یسرنا القرآن
6-30 am لقاء مع العرب
7-30 am عربی سیکھئے
8-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
8-45 am سوال و جواب
10-15 am خدام الاحمدیہ یوکے اجتماع 2004ء
11-05 am تلاوت اور درس حدیث
11-35 am سفید بادلوں کی سرزمین
12-00 pm حضور انور کی طلباء جامعہ احمدیہ کے ساتھ ایک نشست
1-05 pm ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
2-15 pm سوال و جواب
3-30 pm انڈونیشین سروس
4-30 pm سواحیلی سروس
5-35 pm تلاوت
5-45 pm یسرنا القرآن
6-10 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ستمبر 1984ء
6-45 pm بنگلہ پروگرام
7-50 pm جلسہ سالانہ بیلجیئم 2004ء
8-35 pm خبرنامہ
8-50 pm حضور انور کی طلباء جامعہ احمدیہ کے ساتھ ایک نشست
9-55 pm سوال و جواب
11-05 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-25 pm عربی سروس

27 مئی 2010ء

12-25 am لقاء مع العرب
1-25 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
2-40 am حضور انور کے ساتھ طلباء جامعہ احمدیہ کی ایک نشست
3-45 am جلسہ سالانہ بیلجیئم
4-30 am خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ستمبر 1984ء
5-10 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
5-50 am تلاوت
6-00 am یسرنا القرآن
6-15 am لقاء مع العرب
7-20 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں اور خبرنامہ
7-50 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
9-10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 14 ستمبر 1984ء
9-45 am سفید بادلوں کی سرزمین
10-10 am جلسہ سالانہ بیلجیئم 2004ء
11-00 am تلاوت
11-35 am سفر بذریعہ ایم۔ٹی۔اے
11-50 am حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت زندگی
1-00 pm فیتھ میٹرز
2-00 pm سفر بذریعہ ایم۔ٹی۔اے
3-05 pm مجلس انصاراللہ یوکے مشاعرہ
4-20 pm مسیح کی آمد
5-00 pm تلاوت
5-45 pm سفر بذریعہ ایم۔ٹی۔اے
6-00 pm بنگلہ سروس
7-00 pm احمدیت
8-05 pm ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
9-20 pm خلافت جوبلی
11-10 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
11-30 pm مجلس انصاراللہ یوکے مشاعرہ

ضرورت گیم ٹیچر

گرلز سکول نصرت جہاں اکیڈمی میں گیم ٹیچر کی فوری ضرورت ہے۔ ایسی خواتین جو فزیکل ایجوکیشن میں ماسٹرز یا بیچلرز کی ڈگری رکھتی ہوں اور وقف کے جذبے کے ساتھ پڑھانے کی اہلیت رکھتی ہوں نیز واضح ہو کہ سپورٹس کے مقابلہ جات کیلئے ربوہ میں اور بیرون ربوہ جانا پڑتا ہے۔ لہٰذا فیلڈ کی اس ذمہ داری کو بخوبی نبھانے کی اہل ہوں۔ وہ اپنی درخواستیں بنام پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز مصدقہ از صدر محلہ مع اپنی اسناد کی نقول جلد از جلد ادارہ ہذا تک پہنچا دیں۔

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز ربوہ)

پبلشر و پرنٹر: طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ | مطبع: ضیاء الاسلام پریس | مقام اشاعت: دارالنصر غربی چناب نگر ربوہ | قیمت 5 روپے

8

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا سفر یورپ

اٹلی کے مصری میوزیم کی سیر۔ سوئٹزرلینڈ میں آمد اور جماعتی ترقیات

رپورٹ: محترم منیر احمد جاوید صاحب۔ پرائیویٹ سیکرٹری لندن

20/اپریل 2010ء

20/اپریل 2010ء بروز منگل کو نماز فجر تقریباً ساڑھے پانچ بجے ادا کی گئی۔ نماز کی بعد اٹلی جماعت کے جنرل سیکرٹری مکرم محمد آصف صاحب نے حضور کی خدمت میں اپنے ہاں بیٹے کی ولادت کی اطلاع پیش کی تو حضور انور نے ان سے مصافحہ فرمایا اور مبارکباد دی اور پھر کمال شفقت کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا کہ آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ آپ کی تو وہاں زیادہ ضرورت ہوگی۔ جلدی اپنی بیوی کے پاس پہنچیں۔ چنانچہ وہ حضور انور ایدہ اللہ سے مل کر اپنے گھر جانے کیلئے واپس روانہ ہوگئے۔

آج سوئٹزرلینڈ روانگی کا پروگرام ہے۔ لیکن اس سے پہلے Egyptian museum بھی دیکھنا ہے۔ اس لئے ناشتہ سے جلدی فارغ ہوکر حضور انور مع قافلہ میوزیم جانے کیلئے تیار ہوگئے۔ ہوٹل سے میوزیم تک کا یہ سفر ٹیکسی پر کیا گیا۔ حضور نے ٹیکسی پر جانے کی وجہ دریافت فرمائی تو محترم صدر صاحب جماعت اٹلی نے عرض کیا کہ ٹریفک اور پارکنگ کی مشکلات کی وجہ سے یہ انتظام کیا گیا ہے۔ پھر حضور نے دوپہر کے کھانے کا پروگرام پوچھا تو محترم صدر صاحب نے بتایا کہ اس کیلئے سوئٹزرلینڈ جاتے ہوئے راستے میں Motorway Services پر رکنے کا ارادہ ہے یا پھر متبادل حل یہ بھی ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں Meeting point پر ہی کھانا کھایا جائے۔ اس پر حضور نے فرمایا کہ جلدی روانہ ہو جائیں گے اور سوئٹزرلینڈ پہنچ کر ہی کھانا کھائیں گے۔

مصری میوزیم میں ورود

حضور انور ایدہ اللہ جب مصری میوزیم کو دیکھنے کیلئے اس کی بلڈنگ میں پہنچے تو میوزیم کی ڈائریکٹر نے حضور کا استقبال کیا اور آپ کی خدمت میں میوزیم سے متعلق ایک تعارفی کتاب تحفۃً پیش کر کے اپنی نیک تمناؤں کا اظہار کیا۔ تین منزلوں پر مشتمل اس میوزیم کی سیر ایک professional guide نے گراؤنڈ فلور سے شروع کروائی۔ اس میوزیم میں چار ہزار سال قبل مسیح سے لیکر 640 عیسوی تک کے نوادرات کو پیش کر کے ان زمانوں کی تاریخ، مذہب اور ان زمانوں کے لوگوں کا رہن سہن اور طریق زندگی دکھایا گیا ہے۔

عجائب گھر کی نچلی منزل زیر زمین ہے اور اس میں دریائے نیل کے گرد آبادیوں کی تہذیب کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ پہلی منزل (گراؤنڈ فلور) پر چار ہزار سال قبل مسیح کی یاد دلانے والے نوادرات رکھے ہوئے ہیں۔ پھر تین ہزار سال قبل مسیح کی پرانی بادشاہت کا وہ زمانہ بھی ان کے نوادرات کی شکل میں دکھایا گیا ہے جب Pyramids (اہرام مصر) تعمیر کئے گئے تھے اور تحریر (Writing) کا زمانہ شروع ہوا تھا۔

تیسری منزل جو کہ فرسٹ فلور پر واقع ہے۔ اس میں Ellesija کی اس عبادت گاہ کی نمائش کی گئی ہے جو کہ 1458 قبل مسیح میں بادشاہ Tuthmosis سوم نے Nubian کے علاقہ میں تعمیر کروائی تھی اور اب مصر کیلئے اٹلی کی خدمات کے صلہ میں یہ عبادت گاہ اٹلی کو تحفۃً دی گئی تھی۔ اس منزل پر دو مختلف گیلریوں میں مصری ممیّز (Mummies) کو بھی ان کے تابوتوں سمیت نمائش کیلئے رکھا گیا ہے۔

قاہرہ کے بعد فراعنۂ مصر کی باقیات کا یہ دنیا میں سب سے بڑا عجائب گھر ہے۔ اسے Museo Egizio کہتے ہیں۔ اس کا باقاعدہ آغاز 1824ء میں اس وقت ہوا جب Bernardino Drovetti نے بڑی مقدار میں اس دور کی نایاب چیزیں اکٹھی کیں جو کہ نپولین بونا پارٹ کے زمانہ میں فرانس کے نمائندہ کے طور پر مصر گیا تھا۔ اس کے پاس 5268 مختلف نوادرات تھے۔ اس کے بعد Mr Ernesto Schia Parelli جو 1894ء میں اس میوزیم کا ڈائریکٹر بنا، وہ مصر گیا اور وہاں سے مزید نوادرات اکٹھے کر کے لایا۔ پھر 1900ء سے لے کر 1937ء تک کے عرصہ میں بیس ہزار کے لگ بھگ اور نوادرات کا اس میں اضافہ ہوا۔ اس وقت چھ ہزار سے زائد نادر اشیاء اس میوزیم میں نمائش کیلئے رکھی گئی ہیں جبکہ چھوٹی بڑی 26 ہزار 500 چیزیں الگ محفوظ ہیں۔

ایک بڑے مجسمے کے متعلق گائیڈ نے بتایا کہ یہ 1924ء میں مصر سے لایا گیا تھا۔ مجسموں کے نیچے ان کے نام پرانی مصری زبان میں پتھر پر کندہ کئے گئے ہیں۔ ان مجسموں کے اوپر جو زبان لکھی ہوئی ہے وہ دائیں سے بائیں، بائیں سے دائیں اور اوپر سے نیچے چلتی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارہ میں فرمایا کہ یہ عجیب زبان ہے جو ہر طرف سے پڑھی جا سکتی ہے۔ اس کے بعد گائیڈ وہ گیلری دکھانے کیلئے لے گئی جہاں مصری نعشیں (Mummies) رکھی گئی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے وہاں پڑے Boxes کے متعلق پوچھا تو بتایا گیا کہ ان میں پکا ہوا گوشت رکھا جاتا تھا۔ اس موقعہ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے نواسے عزیزم منصور احمد سلمہ اللہ نے بھی گائیڈ سے مختلف سوالات دریافت کئے۔ حضور انور ایدہ اللہ نے ایک گھنٹہ سے زائد وقت اس عجائب گھر میں گزارا اور پھر باہر تشریف لے آئے۔

عجائب گھر سے باہر ایک روایتی میوزک بجانے والے اطالوی نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کو دیکھا تو ملاقات کی خواہش ظاہر کی۔ آپ نے اسے ملاقات کا شرف بخشا۔ اس پر اس نے بڑی خوشی اور مسرت کے جذبات کا اظہار کیا۔ اللہ تعالیٰ اسے ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

بعد ازاں قافلہ پولیس اسکارٹ کے ساتھ واپس ہوٹل پہنچا اور پھر سوئٹزرلینڈ روانگی کی تیاری شروع ہو گئی۔ مکرم صداقت احمد صاحب (مربی سلسلہ سوئٹزرلینڈ) نے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر بتایا کہ جماعت سوئٹزرلینڈ کے ساتھ میٹنگ پوائنٹ یہاں سے 160 کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے۔ 12 بجکر 45 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ اپنے قافلہ کے ساتھ Turin سے سوئٹزرلینڈ کیلئے روانہ ہوئے۔ اس موقعہ پر بھی Police Escort قافلے کو موٹر وے جنکشن تک چھوڑنے آیا۔

سوئٹزرلینڈ میں آمد

2 بجکر 48 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوئٹزرلینڈ میں Coldererio کے مقام پر ورود فرما ہوئے۔ دوپہر کے کھانے کے معاً بعد تین بجکر 50 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اقتداء میں نماز ظہر و عصر ادا کی گئیں۔

نمازوں کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے مکرم صدر جماعت اٹلی سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اب آپ نے واپس چلے جانا ہے۔ انہوں نے کہا جی حضور اگر اجازت ہو تو۔ حضور انور نے فرمایا ٹھیک ہے۔ جزاک اللہ۔ پھر حضور انور نے اٹلی کے احباب سے الوداعی مصافحہ فرمایا اور تصاویر بنوائیں اور نصیحت کرتے ہوئے انہیں فرمایا کہ ایک ریڈ بک بنائیں اور اس میں سب باتیں نوٹ کریں۔ پھر حضور انور نے بڑے خوبصورت انداز میں اٹلی کے اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے انہیں فرمایا کہ پہلی دفعہ دورہ ہونے کے باوجود مجموعی طور پر دورہ کے انتظامات بہت اچھے رہے۔ سپین کی نسبت بہتر تھا۔

اس کے بعد جب اٹلی والے دوست اپنی کاروں کی طرف جا رہے تھے تو حضور انور نے محترم صدر صاحب جماعت اٹلی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ ملک صاحب آپ کی بیگم ساتھ نہیں آئیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ حضور وہ ساتھ ہی ہیں۔ حضور نے پوچھا کہ کہاں ہیں اور کیا انہوں نے کھانا کھایا ہے؟ تو انہوں نے بتایا کہ وہ کار میں بیٹھی ہوئی تھیں۔ حضور انور نے فرمایا۔ کار میں کیوں بیٹھی رہیں نیچے آ جاتیں اور ایک میز پر الگ آپ کے ساتھ بیٹھ جاتیں۔ محترم ملک صاحب نے عرض کیا کہ حضور اور کوئی دوسری لجنہ کی ممبر ساتھ نہیں تھیں اس لئے میں نے مناسب نہیں سمجھا۔ اس پر حضور انور نے فرمایا کہ وہ کونسی کار میں ہیں؟ ملک صاحب نے اشارہ کر کے بتایا تو حضور انور اور حضرت سیدہ بیگم صاحبہ مدظلہا العالی اس کار کی طرف چل دیئے۔ محترم ملک صاحب دوڑ کر آگے گئے اور اپنی بیگم کو بلایا۔ وہ آئیں اور سلام عرض کیا تو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ چلیں لجنہ کا بھی شکریہ۔ اس کے بعد حضور انور نے ان دونوں کے ساتھ بھی تصویر کھنچوائی اور پھر حضور انور مع قافلہ وہاں سے بیت نور سوئٹزرلینڈ کیلئے روانہ ہو گئے جس کی جگہ جماعت احمدیہ سوئٹزرلینڈ نے چندسال قبل خریدی تھی۔

اٹلی کے سفر کے دوران محترم عبدالفاطر ملک صاحب (صدر جماعت)، ان کی اہلیہ محترمہ (صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ اٹلی) اور مربی صاحب محترم صداقت احمد صاحب کے علاوہ مکرم آفتاب احمد صاحب صدر مجلس خدام الاحمدیہ، مکرم محمد آصف صاحب، مکرم توصیف احمد صاحب، مکرم داؤد احمد صاحب، مکرم قمر احمد صاحب، مکرم بلال احمد صاحب، مکرم شبیر احمد صاحب، مکرم ہارونہ صاحب آف غانا، مکرم اطہر الاسلام صاحب آف بنگلہ دیش اور کئی دیگر خدام نے بہت خدمت کی توفیق پائی۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس سفر سے پہلے جماعت احمدیہ کے تین خلفاء حضرت المصلح الموعود حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی اٹلی کا سفر اختیار فرما چکے ہیں اور ان میں سے ہر ایک نے اس دلی تمنا اور خواہش اور دعا کے ساتھ اس کا رخ کیا کہ کسی طرح کاسر صلیب حضرت اقدس مسیح موعود کا پیغام تثلیث کے اس گڑھ تک بھی پہنچے اور اس کے پجاری بھی نور حق سے منور ہو کر اپنے پیدا کرنے والے حقیقی رب کو پہچاننے لگیں۔ انہوں نے اٹلی میں دعوت الی اللہ کرنے اور وہاں احمدیہ مشن قائم کرنے کیلئے جائزے لئے اور ان کی روشنی میں عملی اقدامات بھی اٹھائے اور مربیان بھی بھجوائے لیکن وہاں اس سلسلہ کو قائم نہ رکھا جا سکا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کا سفر اٹلی

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے ستمبر 1985ء میں

اپنے سفر اٹلی کے دوران جماعت احمدیہ کے نوبیل پرائز حاصل کرنے والے عالمی شہرت کے حامل سائنسدان محترم پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے ذریعہ وہاں ایک تقریب کا اہتمام بھی کروایا اور پھر اس تقریب کا جو حال آپ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ 4/ اکتوبر 1985ء کو سپین میں بیان فرمایا اس سے پتہ چلتا ہے کہ اطالوی قوم کے اندر سچائی کو قبول کرنے کا کس قدر مادہ پایا جاتا ہے اور یہ قوم کیوں آج سب قوموں سے بڑھ کر اس بات کی حقدار ہے کہ اسے دین حق کا روح پرور آفاقی پیغام پہنچایا جائے۔ حضور انور نے فرمایا:۔

''تقریب کا آغاز تو ڈاکٹر صاحب کے تعارف سے ہوا لیکن جب سوال و جواب کا وقت دیا گیا تو پھر براہ راست (-) میں ان کی دلچسپی قائم ہوگئی یعنی رخ بدل گیا۔ آغاز تو ہوا ہے ڈاکٹر صاحب کی شخصیت میں دلچسپی سے اور جب سوال و جواب شروع ہوئے تو وہ شخصیت ایک طرف ہوگئی اور (-) کی شخصیت اور (-) کا حسن اور (-) کا وقار اور (-) کی عظمت یہ ان کے سامنے آ گئیں اور پھر بڑی دلچسپ مجلس سوال و جواب کی لگی اور جو پریس تھا اس نے بھی بڑی دلچسپی لی۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن پہلے ہی خبریں دے رہے تھے اور اس وقت بھی ٹیلیویژن کے نمائندے آئے ہوئے تھے جنہوں نے پروگرام کو Televise کیا۔ تو خدا تعالیٰ کے فضل سے وہاں احمدیت کے تعارف کا آغاز بہت اچھا ہوا ہے۔...... اس تقریب کے بہانے احمدیت کا وہاں ایسا شاندار تعارف ہوگیا کہ ہم (-) کو کیا سمجھتے ہیں۔ وہ (-) جس پر ہم عاشق ہیں وہ یہ ہے اور ہمیں اس سے غرض کوئی نہیں کہ خمینی کا...... کیا ہے یا کسی اور کا ...... کیا ہے؟ ہم تو قرآن کے...... کو جانتے ہیں اور محمد مصطفی ﷺ کے...... کو جانتے ہیں۔ اس...... پر تمہیں کوئی اعتراض ہے تو پیش کرو ہم جواب دیں گے۔ یہ اس تقریب کا مضمون تھا اور بعض اعتراض ہوئے بھی اور بعض سوالات ہوئے اور عمومی ناواقفیت کی وجہ سے ایسے سوال بھی ہوئے جن سے صاف پتہ چلتا تھا کہ کسی بے چارے کو (-) کا پتہ ہی کچھ نہیں کہ کیا چیز ہے؟ بہر حال ان کو آخر پر میں نے یہ بتایا کہ اگر آپ کو واقعی دلچسپی ہے تو چلتے پھرتے تو ان اہم امور کے جواب نہیں دیئے جا سکتے۔ آپ ہمیں یہاں مرکز بنانے دیں پھر انشاء اللہ دوستیاں ہوں گی، تعلقات بڑھیں گے، پھر مجلسیں لگا کریں گی لیکن اگر آپ نے مرکز ہی نہ بنانے دیا تو مسافر سے سوال کریں پلیٹ فارم پر اس کا تو کوئی مزہ نہیں ہے۔ پہلے یہاں جمنے تو دیں۔ بہر حال ان لوگوں نے اچھا اثر لیا اور خوشی کے ماحول میں یہ تقریب ختم ہوئی۔

اس کیلئے بھی میں جماعت کو دعا کی تحریک کرنا چاہتا ہوں کہ اٹلی چونکہ بڑا عظیم ملک ہے اور بڑی دور دور تک دنیا میں اس کے اثرات ہیں۔ اٹلی کی دو طرح کی اہمیتیں ہیں۔ ایک تو اس کی بعض نوآبادیات ہیں جن پر اٹلی کی تہذیب کا، اٹلی کی زبان کا بڑا گہرا اثر ہے اور دوسرے یہ کہ Italian قوم میں یہ خصوصیت ہے کہ بعض ملکوں میں چینیوں کی طرح اپنی نوآبادیاں سی بنا کر رہتے ہیں۔ اور بڑی بڑی ان کی Colonies ہیں امریکہ میں اور بعض غیر قوموں اور غیر علاقوں میں بھی ان کے بہت زبردست اثرات ہیں اس لئے Italian قوم میں (-) کا داخل ہونا (-) کیلئے اور بھی بہت سی فتوحات کے دروازے کھولے گا۔ یورپ کی بہت اہم قوم ہے جسے اب تک ہم پیغام صحیح معنوں میں نہیں پہنچا سکے۔ تو اس کے لئے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جماعت کو احسن رنگ میں (-) کی چہرہ نمائی کی توفیق بخشے اور جلد از جلد اس قوم کے دل (-) کے لئے پھیرے۔

ایک اور اہمیت اس کو یہ ہے کہ یہ تثلیث کا گڑھ ہے اور پوپ کا مرکز ہے اور صلیب توڑنا اگر اس طرح ہو کہ مرکز کو چھوڑ کر ارد گرد صلیب ٹوٹنی شروع ہو جائے اور مرکز کی صلیب قائم رہے تو یہ پیشگوئی پھر صحیح معنوں میں پوری نہیں ہوتی۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کی اس پیشگوئی کو صحیح معنوں میں پوری طرح اس زمانے میں ثابت کرنے کیلئے ہمارے لئے ضروری ہے کہ اٹلی میں صلیب کو توڑا جائے۔ اگر اٹلی میں صلیب ٹوٹ جائے تو ساری دنیا میں صلیب ٹوٹ جاتی ہے کیونکہ یہ پوپ کی جگہ ہے، ان کے روحانی خلیفہ کی جگہ ہے اور یہاں سے ساری دنیا میں ان کے مبلغین جاتے ہیں اور شرک کا فساد پھیلاتے ہیں۔ یہاں سب سے زیادہ ضرورت تھی جہاں اب تک ہمارا مرکز نہیں تھا اس لئے بھی مجھے اس کی خاص طور پر ایک تڑپ تھی کہ یہاں جلد سے جلد مشن کھولنا چاہئے۔

چنانچہ وہاں جب سوالات ہوئے تو ان میں سے ایک سوال یہ بھی تھا کہ آپ یہاں کیا کرنے آئے ہیں اور کیا کریں گے؟ اس پر میں نے ان کو جواب دیا کہ آپ یہ کیا باتیں کر رہے ہیں؟ آپ کو یہ حق ہے کہ لاکھوں مشن آپ نے ساری دنیا میں کھولے ہوئے ہیں اور توقع رکھتے ہیں کہ آپ کے ساتھ ساری دنیا میں حسن سلوک ہو اور یہاں ایک (-) کا مشن آپ سے برداشت نہیں ہو رہا اور آپ کی بھنویں اوپر چڑھ گئی ہیں کہ آپ یہاں کیا کریں گے۔ چنانچہ اس جواب کا کافی اثر پڑا چہروں پر اور کچھ چہروں پر ملامت کے آثار بھی نظر آتے دیکھے اور ایک موقع پر جب ہم اکٹھے بعد میں چائے پی رہے تھے تو جو میرے مترجم تھے وہ ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کے وہاں مشن کی سیکرٹری ہیں ان کے میاں ہیں۔ وہ قرآن کے ترجمہ کی نظر ثانی بھی کر رہے ہیں۔ بڑے قابل آدمی ہیں۔ وہ مہمانوں کے ایک گروہ کے سامنے Italian میں بڑی زبردست تقریر کر رہے تھے ان کے اوپر خاص جوش تھا۔ تو بعد میں مَیں نے پتہ کیا تو یہ کہہ رہے تھے ان کو کہ دیکھو کیسے ہم شرمندہ ہوئے ہیں۔ ساری دنیا میں تم لوگ اپنی تبلیغ کر رہے ہو اور ایک مشن شریف لوگوں کا آتا ہے جن کے ارادے نیک ہیں جو با اخلاق لوگ ہیں۔ وہ یہاں تم لوگوں سے کچھ کہنے کیلئے آتے ہیں اور تم آگے سے پوچھتے ہو کہ تم کیا کرنے آئے ہو یہاں؟ کھلے ہاتھوں سے استقبال ہونا چاہئے تھا۔ اگر تمہارا حق ہے تو ان کا بھی حق ہے کہ یہاں آئیں اور آ کر تمہیں تبلیغ کریں''۔

الٰہی تائید سے مزین سفر

پس حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اٹلی کا یہ سفر جن حالات میں بغیر کسی سابقہ پروگرام یا منصوبہ کے اختیار فرمایا، اس سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں نظر آتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر اور اس کے اپنے منصوبہ کا حصہ تھا۔ کیونکہ ان دنوں میں جماعتی طور پر افریقہ کے بعض ملکوں کا پروگرام زیر غور تھا لیکن پھر خود ہی اللہ تعالیٰ نے ان ملکوں کی جماعتوں کی طرف سے حالات ناموافق ہونے کی بناء پر دورہ ملتوی کرنے کی درخواستیں پیش کروا دیں جیسا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے 30/ اپریل 2010ء کے خطبہ جمعہ میں ذکر فرمایا ہے۔ پس یقیناً یہ سفر ایک للّٰہی سفر تھا اور اس کے مقاصد بھی خدا تعالیٰ نے خود ہی متعین فرمائے تھے اور یقیناً اللہ تعالیٰ اس سفر کے ذریعہ اب عیسائیت کے دل پر اپنے فرشتوں کی یلغار کر کے ان کو نور دین سے منور کرنا چاہتا ہے جیسا کہ حضرت اقدس مسیح موعود نے فرمایا:۔

آسماں پر دعوت حق کیلئے اک جوش ہے
ہو رہا ہے نیک طبعوں پر فرشتوں کا اُتار
آ رہا ہے اس طرف احرار یورپ کا مزاج
نبض پھر چلنے لگی مردوں کی ناگہ زندہ وار
کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع
پھر ہوئے ہیں چشمۂ توحید پر از جاں نثار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مذکورہ خطبہ جمعہ میں اس سفر کے جو ایمان افروز واقعات بیان فرمائے ہیں وہ بھی اسی بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اٹلی سے متعلق پہلے خلفاء احمدیت کی خوابوں کی تعبیر ظاہر ہونے کا وقت اب آ گیا ہے۔ اور انہیں سن کر یقیناً ہر احمدی کا ایمان تازہ ہوتا ہے اور دل خوشی سے حمد کے ترانے گاتے ہوئے خدا کے حضور سجدۂ شکر بجا لاتا ہے کہ جس نے اپنی جناب سے خلافت احمدیہ کو اتنی قبولیت اور جذب عطا فرمایا ہے کہ لوگوں میں سے کوئی تو دل کی سعادت مندی سے اور کوئی الٰہی وعدہ ''نُصِرْتَ بِالرُّعْبِ'' کے تابع اس کی طرف کھنچا چلا آتا ہے۔

اور یہی وجہ ہے کہ حضور انور کا یہ سفر اور اس کے دوران اٹلی کے شہر ٹورین میں حضرت مسیح علیہ السلام کے مقدس کفن کی زیارت کا پروگرام جس طرح بغیر کسی قسم کی منصوبہ بندی کے از خود بنتا چلا گیا وہ یقیناً الٰہی تائید سے مؤید اور مرضیٔ مولا کے تابع تھا۔ اس میں خدا کا خاص فضل ہر آن شامل حال تھا۔ اسی نے کفن کی نگرانی اور انتظامات پر مامور بڑے پادریوں کے دلوں پر خلافت احمدیہ کی توقیر اور اس کی عظمت کو بٹھایا۔ یقیناً یہ الٰہی تصرف تھا کہ خدا تعالیٰ خود حضور پرنور کو بنفس نفیس وہاں لے گیا اور پوپ جو آج بظاہر اس مقدس کفن کا رکھوالا اور امین ہے اس کی وہاں آمد سے بھی پہلے حضور کو اس کی زیارت کی توفیق عطا فرما دی۔ ایک عزیز دوست نے جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ٹورین (اٹلی) تشریف لے جانے اور وہاں کفن مسیح کی زیارت کرنے کے بارہ میں سنا تو انہوں نے بے ساختہ مجھ سے فون پر ایک بات کہی جو مجھے بڑی اچھی لگی اور میں اسے یہاں اپنے قارئین کے ساتھ Share کرنا چاہتا ہوں۔ انہوں نے کہا ''تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اصل مالک وہاں پہنچ گئے ہیں''۔

حضرت مصلح موعود کا انٹرویو

1924ء میں اٹلی کے مشہور اخبار ''لاٹریبونا'' نے حضرت مصلح موعود کا جو انٹرویو اس عنوان کے ساتھ شائع کیا تھا کہ ''ہم سب (مومن) ہونے والے ہیں'' وہ مجھے اس موقعہ پر یاد آ رہا ہے۔ انٹرویو لینے والے نے اس عنوان کے نیچے یہ بھی لکھا تھا کہ ''عرصہ قلیل میں تمام یورپ اور امریکہ اور تمام دوسرے ممالک (جو اس وقت تک محمد ﷺ کو خدا کا نبی نہیں مانتے)...... ہو جانے والے ہیں اور اسی طرح اطالیہ بھی۔'' اس کی یہ باتیں کتنی سچی اور کھری تھیں۔ واقعی اس نے اپنے اخبار میں ایک کلمۂ خیر لکھا تھا جس کے اہل اٹلی بجا طور پر مستحق تھے۔ کیونکہ خلیفۃ المسیح اس قوم کے اندر سعادت اور قبولیت کے آثار خود ملاحظہ فرما چکے تھے۔ جیسا کہ حضرت مصلح موعود نے ایک موقعہ پر فرمایا:۔

''اٹلی کے لوگ ...... کیلئے نہایت موزوں معلوم ہوتے ہیں، ان میں اخلاق، اخلاص اور ایثار کا مادہ پایا جاتا ہے۔ شرافت میں بعض دوسری اقوام سے آگے بڑھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ محبت، ملنساری اور ہمدردی بھی ہے۔ جس کا ہم نے بھی آج بازاروں میں تجربہ کیا ہے۔ کیونکہ بڑے، بوڑھے، جوان اور بچے سب ہم سے ہمدردی کرتے اور ملنساری سے پیش آتے رہے''۔

اہل اٹلی میں قبولیت کا مادہ

حضرت مصلح موعود نے 1924ء کے اپنے سفر اٹلی کے دوران پوپ کے مرکز روم میں وہاں کے مشہور اور کثیر الاشاعت اخبار ''لائریبونا'' کو انٹرویو دیتے ہوئے آخر پر فرمایا تھا:۔

''میں اہل اٹلی کا بھی شکر گزار ہوں کہ انہوں نے ہماری جماعت کے معاملہ میں دلچسپی لی''۔

اللہ کا احسان ہے کہ اس کی صداقت کو ہم نے بھی وینس، فلورنس، پیسا اور ٹورین کے اطالوی شہروں کی گلیوں اور بازاروں میں پھرتے ہوئے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا، جب لوگ ہمارے پیارے امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ کو ایک نظر دیکھنے کیلئے کھڑے ہو جاتے۔ کوئی آپ کی تصویر کھینچتا تو کوئی آپ کے ساتھ تصویر کھنچوانے کیلئے بے قرار نظر آتا اور کوئی پوچھتا کہ یہ کون بزرگ ہستی ہیں، کہاں سے آئے ہیں۔ الغرض حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا پُر نور چہرہ آج اہل وینس کی توجہ کا خوب خوب مرکز بنا رہا۔

دورہ کے آخر پر یوں لگتا تھا کہ جیسے انہوں نے تو اپنے سارے ہوٹل کا کنٹرول جماعتی کارکنان کے ہاتھ میں دے دیا ہوا ہے۔ چنانچہ جب بھی ان سے کسی

چیز کی بابت بات کرتے تو ان کا جواب یہ ہوتا کہ یہ آپ کا اپنا گھر ہے جو چاہے کرو۔ ان کے اسی اخلاص کا نتیجہ ہے کہ ایک دن حضور انور نے عاجز سے فرمایا کہ ہوٹل میں تو ایسے ہی ہے جیسے ہم اپنے گھر میں رہ رہے ہوں۔ اللہ تعالیٰ اس ہوٹل کے ان دونوں مالکوں کو اپنی جناب سے بہترین جزاء عطا فرمائے جنہوں نے ہمارے پیارے آقا کو وہاں اتنا سکھی رکھا اور ان کے ہر آرام کا خیال رکھا۔

حضور انور ایدہ اللہ کی اٹلی سے روانگی کے بعد ہمارے صدر جماعت محترم عبدالفاطر ملک صاحب اور ان کی اہلیہ جب ان کا شکریہ ادا کرنے کے لئے انہیں ملنے گئے تو انہوں نے کہا کہ ہم آپ سب سے مل کر بہت خوش ہیں۔ His Holiness کا یہاں قیام فرمانا ہمارے لئے بڑے اعزاز کی بات ہے۔ انہیں مل کر ہمیں خدا مل گیا ہے۔

میں اٹلی کے اس سفر کا تذکرہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے ان بابرکت الفاظ کے ساتھ ختم کرنا چاہتا ہوں جو آپ نے 1985ء کے دورہ یورپ کے دوران اٹلی کے سفر کے بعد 4/اکتوبر 1985ء کو بیت بشارت سپین میں خطبہ جمعہ کے دوران ارشاد فرمائے۔ حضور نے فرمایا:

دل فتح کرنے کا منصوبہ

"اصل حقیقت یہ ہے کہ ساری عیسائیت کی جان اس وقت اٹلی میں ہے اگرچہ فرقے بے شمار ہیں لیکن جو لوگ پوپ کو نہیں بھی مانتے وہ بھی یہ ضرور مانتے ہیں کہ ساری دنیا کی عیسائیت کی جان یہاں اٹلی میں ہے۔ اٹلی پر ہمارا جوابی حملہ ضروری ہے اور ضروری نہیں ہوا کرتا کہ قلب سے حملہ شروع ہو بلکہ بسا اوقات قلب کی باری بعد میں آیا کرتی ہے۔ یہ ایک خاص علامت خدا تعالیٰ کی طرف سے نصرت کی ہے جسے میں ایک علامت کے طور پر دیکھ رہا ہوں کہ اب قلب کی باری آرہی ہے، عیسائیت کے دل پر حملہ کرنے کی باری آئی ہے اور ہمارا جو حملہ دل پر ہے اس کا مطلب صرف اتنا ہوتا ہے کہ اس کے سینے سے نکال کر اپنے سینے میں دلوں کو اکٹھا کر لو۔ یا اس سے بھی زیادہ اس حملے کا خوبصورت اظہار یہ ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث بیان فرمایا کرتے تھے ایک سوال کے جواب میں کہ دلوں کو کرو گے کیا تو انہوں نے کہا خالق و مالک حقیقی کے قدموں میں لوٹا دیں گے جہاں سے یہ دل بھاگ ہوئے ہیں۔ تو میں جب کہتا ہوں کہ دلوں پر حملہ تو مراد یہی ہے کہ اب وقت آگیا ہے کہ عیسائیت کے دل پر حملہ کیا جائے اور اسے حقیقی خدا کے قدموں کی طرف لوٹا دیا جائے جس سے وہ دور جا چکا ہے۔ اس لئے میں اٹلی کے مشن کو بہت ہی غیر معمولی اہمیت دیتا ہوں اور اسی لئے میں بار بار آپ کو اس کیلئے دعا کی تحریک کر رہا ہوں"۔

اللہ کرے کہ ہم اپنی زندگیوں میں ان دعاؤں کی مہتم بالشان قبولیت کے نشان دیکھنے کی توفیق پائیں اور جلد 'احرار یورپ' دین حق کی امن و آشتی کی تعلیم کو قبول کرنے لگیں۔ آمین

سوئٹزرلینڈ کا تعارف

وسطی یورپ کی خشکی سے گھری ہوئی ایک وفاقی جمہوریہ ہے۔ اس کے شمال میں جرمنی، مشرق میں آسٹریا جنوب میں اٹلی اور مغرب میں فرانس واقع ہے۔ اس کی آبادی میں جرمن 65%، فرانسیسی 18% اطالوی 10%، رومینش ایک فیصد اور دیگر 6 فیصد ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق 2009ء میں سوئٹزرلینڈ میں چار لاکھ مسلمان رہائش پذیر ہیں جو کل آبادی کا 5% بنتے ہیں۔ جن کا تعلق زیادہ تر یوگوسلاویہ، بوسنیا، ہرسوگووینیا، کوسووو، مقدونیہ اور ترکی سے ہے۔

سوئٹزرلینڈ کا کوئی سرکاری مذہب نہیں ہے۔ تاہم اس میں پروٹسٹنٹ، کیتھولک عیسائی کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ 2009ء میں ایک ریفرنڈم کے ذریعے پورے ملک میں میناروں کی تعمیر پر پابندی لگا دی گئی تھی۔

ملک کا 60% حصہ کوہستان ایلپس سے ڈھکا ہوا ہے جس کا سلسلہ جنوب سے شرقاً غرباً ہے۔ ایلپس کے نظاروں سے محظوظ ہونے کے لئے ہر سال لاکھوں سیاح یہاں آتے ہیں اور سیاحت کا شعبہ اس ملک کا سب سے بڑا ذریعہ آمدن ہے۔ سوئٹزرلینڈ میں 12 یونیورسٹیاں ہیں۔ 1460ء میں Basel شہر میں ملک کی پہلی یونیورسٹی کا قیام عمل میں آیا تھا۔

سوئٹزرلینڈ میں کئی انٹرنیشنل تنظیموں کے دفاتر ہیں۔ جنگلوں اور پن بجلی کے سوا قدرتی وسائل بہت کم ہیں۔ آبشاروں کی کثرت کی وجہ سے پن بجلی کی افراط ہے۔ زراعت برائے نام ہے البتہ پھل بکثرت ہوتے ہیں صنعتی اعتبار سے ملک بہت ترقی یافتہ ہے۔

58 ق م میں یہ ملک روم کے زیر تسلط آیا۔ تقریباً 300 سال تک اسے رومی صوبے کی حیثیت حاصل رہی۔ پانچویں صدی میں اسے جرمن اور فرانسیسی ریاستوں نے تاخت و تاراج کیا۔ پھر یہ فرانس کے زیر تسلط آگیا۔ نویں صدی میں اس کے دو ٹکڑے ہو گئے۔ 1033ء میں یہ سلطنت روم کے تحت متحد ہوا۔ 1648ء میں تیس سالہ جنگ کے خاتمے پر سوئٹزرلینڈ کی آزادی اور خودمختار حیثیت تسلیم کر لی گئی۔ پہلی جنگ عظیم میں یہ ملک غیر جانبدار رہا۔ دوسری جنگ عظیم میں بھی اس نے اپنی غیر جانبداری کو قائم رکھا۔ 1971ء میں آئینی ترمیم کے ذریعے عورتوں کو وفاقی انتخابات میں ووٹ دینے کا حق دے دیا گیا۔ اس سے قبل انہیں یہ حق حاصل نہ تھا۔

جنیوا بین الاقوامی کانفرنسوں کے لئے شہرت رکھتا ہے۔ بین الاقوامی ریڈ کراس کا صدر دفتر اسی شہر میں ہے۔ اس شہر میں دنیا کی سب سے بڑی لیبارٹری ہے جس کا نام CERN ہے اور اس میں particle physics کے متعلق ریسرچ کی جاتی ہے۔

نویں اور دسویں صدی عیسوی کے دوران سوئٹزرلینڈ پر Saracens مسلمانوں نے بڑی شدت سے حملے کئے تھے لیکن یہ ابھی تک ایک معمہ ہے کہ وہ بنیادی طور پر کس علاقے سے تعلق رکھتے تھے اور اُن کے حملوں کا مقصد کیا تھا۔ انہوں نے جنوبی فرانس سے اٹلی کی طرف حرکت کی اور مغربی Alpine کے درّے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے علاوہ دسویں صدی میں عربوں اور بربروں نے بھی اس کی طرف پیش قدمی کی اور St. Bernard کے درے پر قبضہ کیا اور پھر شمال میں St. Gallen اور مشرق میں Reetia تک جا پہنچے۔

احمدیت کا آغاز

سیدنا حضرت مصلح موعود نے 1946ء میں یورپ کے اس اہم ملک کو بھی اشاعت دین حق کیلئے چنا اور اس میں مضبوط تعلیمی مرکز قائم کرنے کیلئے لندن سے شیخ ناصر احمد صاحب کو سوئٹزرلینڈ بھجوایا۔ آپ کے ساتھ چوہدری عبداللطیف صاحب اور مولوی غلام احمد صاحب بشیر بھی تھے۔

مجاہدین تحریک جدید کا یہ وفد 10 اکتوبر 1946ء کو لندن وکٹوریہ سٹیشن سے سوئٹزرلینڈ کیلئے روانہ ہوا اور پیرس میں مختصر قیام کرنے کے بعد 13 اکتوبر 1946ء کو دوپہر کے وقت سوئٹزرلینڈ کے مشہور شہر زیورک پہنچا۔ بے سروسامانی کے عالم میں نہایت مختصر پیمانہ پر دینی جدوجہد کا آغاز کیا گیا جو بوجہ اجنبی ماحول کے گردو پیش کے حالات کا جائزہ لینے، رہائش کا انتظام کرنے، غیر ملکی زبان سیکھنے اور پرائیویٹ ملاقاتوں میں دین کا پیغام پہنچانے کی حد تک محدود رہی۔

ابتدائی ایام میں مقامی لوگ ان احمدی مربیان کی باتوں کو اکثر ہنسی میں اڑا دیا کرتے تھے اور اس ملک میں اشاعت دین حق کو ناممکن تصور کرتے تھے۔ ان کی باتیں سن کر وہ حیرت زدہ ہو جاتے کہ کوئی مومن اپنا دین پھیلانے کیلئے یہاں بھی آسکتا ہے۔ 1947ء میں سوئٹزرلینڈ مشن نے قبر مسیح کے متعلق ایک ٹریکٹ شائع کیا۔ اس ٹریکٹ کے شائع ہونے کی دیر تھی کہ حیرت غیظ و غضب میں بدل گئی۔ لوگوں نے مربیان کو سخت کلامی سے پر مشتمل خطوط لکھے۔ اخبارات نے اپنے کالموں میں دلائل کی بجائے استہزاء کا سہارا لیا اور چرچ کے عمائدین نے فیصلہ کیا کہ بہتر یہی ہے کہ آئندہ احمدی مربیان کو مزید ویزا نہ ملنے دیا جائے۔ انہوں نے مربیان کے مکان کی مالکن کو بھی یہ پیغام بھجوایا کہ اس نے ان مربیان کو رہنے کی جگہ کیوں دی ہوئی ہے؟ اور پولیس والوں نے بھی مخالفت شروع کر دی، مگر دین حق کا پیغام لوگوں تک پہنچ رہا تھا اور دعوت الی اللہ کی میٹنگوں میں شرکت کرنے والوں کی تعداد بھی بڑھ رہی تھی۔ ان حالات میں سب سے پہلے ایک خاتون کو احمدیت قبول کرنے کی توفیق ملی اور ان کا دینی نام 'محمودہ' رکھا گیا۔

ماہوار رسالہ کا اجراء

اشاعت دین کو چلانے کیلئے چونکہ لسانی جہاد کے ساتھ قلمی جہاد بھی ضروری تھا اس لئے شیخ ناصر احمد صاحب نے ایک مصری احمدی راشد صاحب کے مالی تعاون سے ایک سائیکلوسٹائل مشین کا انتظام کر کے اکتوبر 1949ء سے "Der Islam" (الاسلام) نامی ایک ماہوار رسالہ جاری کیا۔

اس رسالہ کا پہلا شمارہ تین اوراق پر مشتمل تھا جس میں قرآن کریم، احادیث نبویؐ اور ملفوظات حضرت مسیح موعود کے اقتباسات پر مبنی دین حق کی تعلیم درج کی گئی تھی۔

سوئٹزرلینڈ مشن کے ذریعہ آسٹریا تک بھی دین حق کا پیغام پہنچا۔ اس سلسلہ میں شیخ ناصر احمد صاحب نے 1960ء میں آسٹریا کے دورے بھی کئے۔

پہلی بیت الذکر

25/اگست 1962ء کو سوئٹزرلینڈ میں جماعت احمدیہ کی اس پہلی یادگار بیت الذکر کا سنگ بنیاد رکھا گیا جس کا نام بیت محمود تجویز ہوا تھا۔ یہ سنگ بنیاد حضرت مسیح موعود کی دختر نیک اختر حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے اپنے دست مبارک سے رکھا اور دعا کروائی۔ بعد میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ذریعہ 12/جون 1963ء کو اس بیت کا افتتاح عمل میں آیا۔ سوئٹزرلینڈ میں یہ مومنوں کی پہلی بیت تھی جسے یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ سوئٹزرلینڈ میں پہلی مرتبہ ہماری اسی بیت میں مینارہ بھی تعمیر کیا گیا۔ اس کے بعد پھر 1978ء میں سعودی عرب کی مالی مدد کے ساتھ جینوا میں دوسری بیت تعمیر کی گئی۔ بہرحال یہ اللہ تعالیٰ کی خاص تقدیر ہے جس میں کسی انسانی تدبیر کا کوئی دخل نہیں کہ اتفاق سے جماعت کو بیت کیلئے ایسی جگہ پلاٹ ملا جو عین گرجا کے سامنے واقع ہے۔ بیت خدائے واحد کا گھر ہے اور اس سے پانچوں وقت اس کی توحید کی منادی ہوتی ہے اس کے بالمقابل گرجا تثلیث کا مرکز ہے ان کے ایک دوسرے کے بالمقابل ہونے سے تصویری زبان میں توحید و تثلیث کے مقابلہ کا اظہار ہے اور یہی چیز ہے جس کو سوئٹزرلینڈ میں فطری طور پر محسوس کیا جا رہا ہے۔ اس تناظر میں یہاں کے لوگوں کے ذہنوں میں اٹھنے والے سوالات ان کے اسی احساس کے آئینہ دار ہیں۔

بیت کی تکمیل پر تبصرے

یہ بیت تقریباً نو ماہ میں مکمل ہوئی۔ ابھی اس کے مینار بھی پوری طرح نہیں بنے تھے کہ سوئس اخبارات کی دلچسپی کا خصوصی مرکز بن گئے۔ چنانچہ زیورک کے کثیر الاشاعت اخبار Neu Zurcher-Zeitung نے جو نہ صرف سوئٹزرلینڈ میں بلکہ جرمنی اور آسٹریا میں بھی بکثرت پڑھا جاتا ہے، اپنے 17/اپریل 1963ء کے شمارہ میں گرجا کے خاکستری لیکن بہت اونچے مینار کے ساتھ بیت کی تصویر شائع کی اور اس کے ساتھ حسب ذیل نوٹ لکھا:

"جب کوئی شخص مختلف ادیار و امصار میں سیاحت کے بعد اپنے وطن واپس آتا ہے تو وہ ان چیزوں کو

خصوصاً دیکھتا ہے جن سے ہمارے اس شہر کو عظمت حاصل ہوتی ہے اور دیکھنے والے کے سامنے ایک نیا منظر آتا ہے عام خاکستری پتھروں کی عمارتوں کے درمیان عین Balgirst کے گرجا کے بالمقابل سوئٹزرلینڈ کی اولین (بیت) کا چھوٹا سا مینار جو تقریباً مکمل ہو چکا ہے سفید چمکتا نظر آتا ہے ایک اجنبی ہمارے گھروں کے اندر گھونسلہ بناتا ہے اور ہمیں اس کا احساس ہوتا ہے''۔

اس کے علاوہ جرمن زبان کے کئی اور اخبارات میں بھی بیت کے سفید مینار کی تصویر کے ساتھ نوٹ شائع ہوئے۔ بازل کے اخبار National-Zeitung نے اپنی 19/اپریل 1963ء کی اشاعت میں لکھا:۔

''سوئٹزرلینڈ میں مذہبی آزادی مختلف مذہبی جماعتوں کو پنپنے کا موقع دیتی ہے۔ سوئٹزرلینڈ کی پہلی (بیت) زیورک میں پایا تکمیل کو پہنچ رہی ہے احمدیہ مشن جس کا مشن مغربی پاکستان میں ہے اس (بیت) سے اپنے خطبات سنایا کرے گا۔ ہماری تصویر میں (بیت) کا نفیس مینارہ جس کے اوپر تر کی انداز کا ہلال ہے نورخ سڑک زیورک پر نظر آرہا ہے''۔

مورخہ 3/مئی 1963ء کو جب مینار کے علاوہ (بیت) کی عمارت پر بھی پینٹ ہو چکا تھا تو زیورک کے مشہور روزنامہ Dietad نے بڑے سائز کی تصویر اخبار کے آخری سرے پر نمایاں طور پر شائع کی اور نیچے لکھا کہ زیورک کی چھتوں کے اوپر ہلال۔ زیورک میں بالگرسٹ کے محلّہ میں (بیت) کی تعمیر مکمل ہوگئی۔

حضرت مصلح موعود کا سفر سوئٹزرلینڈ

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی 1924ء میں جب اٹلی تشریف لے گئے تھے تو آپ نے فرانس اور سوئٹزرلینڈ کے رستے سے وہ سفر کیا تھا۔ اس کے بعد پھر آپ 1955ء میں دوبارہ سوئٹزرلینڈ تشریف لے گئے جہاں زیورک میں حضور کے طبی معائنے ہونے تھے۔ اس سفر کے دوران حضور کے قیام کا انتظام Bagonien Strasse پر ایک مکان میں کیا گیا تھا۔ 10/مئی 1955ء کو پروفیسر روسیو نے حضور کا طبی معائنہ کیا۔

5 جون 1955ء کو حضور نے سوئٹزرلینڈ کے مقامی نو احمدی احباب کو ہوٹل Belvoir Park میں چائے کی دعوت پر مدعو کیا۔ حضور نے انہیں انگریزی میں خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آج سے تیس سال قبل جب میں آپ کے ملک میں سے گزرا تھا تو اس کے قدرتی مناظر مجھے بہت اچھے لگے تھے۔ مگر آج میں آپ لوگوں کو پا کر اس سے بھی زیادہ خوش ہوا ہوں۔ آپ میرے روحانی بیٹے ہیں اور روحانی بیٹوں کو پانے کی خوشی اس سے کہیں زیادہ ہے جو ایک باپ کو اپنے جسمانی بیٹوں سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنا قرب عطا فرمائے اور آپ کو دین کو اپنے ملک میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔

خلیفہ وقت کا پہلا ٹی وی انٹرویو

سوئس ٹی وی نے حضور کا انٹرویو نشر کرنے کا پروگرام بنایا۔ 8 جون 1955ء کو حضور رات نو بجے سے قبل ٹی وی سٹیشن تشریف لے گئے اور پہلے سٹوڈیو کے دفتر میں ٹیلی ویژن کے پروگرام ملاحظہ فرماتے رہے۔ Dr. Tilgenkamp نے حضور کا انٹرویو لیا۔ یہ پہلا موقع تھا کہ خلیفہ وقت کا انٹرویو ٹی وی پر نشر ہوا اور اس کا اعزاز سوئس ٹی وی کے حصے میں آیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے 1967ء سے 1980ء تک پانچ مرتبہ سوئٹزرلینڈ کا دورہ فرمایا اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع بھی متعدد بار وہاں تشریف لے گئے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی کتاب

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کی سب سے اہم تصنیف Revelation Rationality Knowledge and Truth آپ کے اسی لیکچر پر مشتمل ہے جو آپ نے 14/جون 1987ء کو زیورک یونیورسٹی میں سوا آٹھ بجے شام دین حق کی خوبیوں اور اس کے محاسن کے موضوع پر ارشاد فرمایا تھا۔ اس لیکچر کا اہتمام محترم مولانا مسعود احمد صاحب جہلمی کی درخواست پر زیورک یونیورسٹی کے Ethnology کے پروفیسر Dr. Karl Henking نے یہ کہتے ہوئے کیا تھا کہ مذہب میں تو طلباء کو کوئی دلچسپی نہیں ہے، لیکن اگر آپ اس کا موضوع دین حق کی بجائے الہام (Revelation) اور عقلیت پسندی (Rationality) رکھ لیں اور دونوں کے درمیان موازنہ کر کے یہ دکھائیں کہ دونوں ہی اپنے منفرد پہلوؤں اور راستوں سے علم (Knowledge) اور لازوال سچائی (Truth) کی راہ دکھلاتے ہیں تو ان کے خیال میں یہ ایک ایسا مضمون ہوگا جو طلباء کیلئے زیادہ دلچسپ ثابت ہوگا۔ چنانچہ ان کی اس تجویز کو قبول فرماتے ہوئے حضور نے وہ لیکچر دیا اور بعد میں پھر اسی نام کے ساتھ مزید اضافوں اور تفصیلات کے ساتھ کتابی صورت میں شائع ہوا۔

❖ ❖ ❖ ❖

مکرم فہیم احمد صاحب ناگی لندن

''بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے''

کے پورا ہونے کی مزید ایمان افروز تفاصیل

حضرت مسیح موعود کا بہت مشہور الہام ہے بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے۔ یہ الہام پہلی دفعہ 1966ء میں پورا ہوا جب گیمبیا کے گورنر جنرل الیف ایم سنگھاٹے صاحب کو حضور کے کپڑے کا تبرک بھجوایا گیا۔

اس ایمان افروز واقعہ سے متعلق خاکسار کا مضمون الفضل 18 مارچ 2010ء میں ص 7 پر شائع ہوا تھا۔ اس کی بعض مزید تفاصیل مکرم فہیم احمد صاحب ناگی نے لندن سے بھجوائی ہیں جسے ان کے شکریہ کے ساتھ شائع کیا جا رہا ہے۔ (عبدالسمیع خان)

سیاق کلام یہ ہے کہ کپڑے کو بذریعہ ڈاک انشور کرانے کے لئے مبارک محمود صاحب پانی پتی لاہور کو بھجوا گیا۔

جب یہ کپڑا مبارک محمود پانی پتی صاحب لاہور لے کر آئے تو یہاں باقی تمام مراحل میں میرے والد صاحب کو یہ سعادت نصیب ہوئی جن کا نام عبدالقیوم ناگی ہے اور نیلا گنبد لاہور میں کاروبار کرتے تھے اور رہائش پذیر تھے۔ مکرم مبارک محمود پانی پتی صاحب جب یہ مبارک کپڑا لے کر لاہور تشریف لائے تو انہوں نے والد صاحب (میاں عبدالقیوم صاحب ناگی) کو بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی ہدایت ہے کہ کپڑے کی انشورنس کروا کر بھجوایا جائے کیوں کہ میرے والد صاحب کے متعلقہ محکمہ جات میں تعلقات تھے اس لئے ان کے ذمہ یہ مبارک تاریخی ذمہ داری سونپی گئی۔ والد صاحب نے بیان کیا کہ جب متعلقہ محکمہ سے انشورنس کے لئے کہا گیا تو انہوں نے کہا ہم پارسل کھول کر دیکھیں گے۔ اس کے بغیر ہم اس کی انشورنس نہیں کریں گے کیونکہ یہ پارسل بند تھا اور سیل (Seal) تھا۔ لہٰذا فوری طور پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالث سے رابطہ کر کے تمام صورتحال سے آگاہ کیا گیا اور ہدایات مانگی گئیں۔ حضور نے پارسل کھولنے کی اجازت دے دی اور ارشاد فرمایا کہ ڈاکخانے والوں کو پارسل کھول کر دکھا دیا جائے اور تاریخ احمدیت کے اس اہم ورق کو محفوظ کرنے کے لئے اس کے ہر مرحلے کی تصاویر بنوائی جائیں اور تمام تصاویر بمعہ نیگیٹو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پیش کئے جائیں۔ پارسل کو دوبارہ سیل (Seal) کرنے کے بعد دعا کی جائے اور پھر محکمہ ڈاک کے حوالے کیا جائے۔ حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایسا ہی کیا گیا۔

والد صاحب بیان کرتے ہیں کہ جب میں نے متعلقہ افسران کو یہ پارسل کھول کر دکھایا تو وہ یہ دیکھ کر بہت حیران ہوئے کہ یہ ایک کپڑا ہے اور اس کپڑے کی انشورنس کرانے کی کیا ضرورت ہے۔ مگر والد صاحب کے اصرار اور کوشش سے انشورنس ہوگئی اس کے بعد یہ متبرک کپڑا ہمارے گھر نیلا گنبد لایا گیا۔ کیوں کہ اس کپڑے کو تھیلی کے اندر سی کر تھیلی کو دوبارہ سینا تھا۔ لہٰذا یہ سعادت میری والدہ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ کے حصہ میں آئی اور جس سوئی دھاگہ سے یہ کپڑا اور تھیلی سی گئی وہ آج تک ہمارے پاس موجود ہے اور یہاں لندن میں میری بڑی بھابی مکرمہ رفعت مقبول صاحبہ کے پاس موجود ہے۔ کپڑے کو تھیلی میں بند کرنے کے بعد حسب ہدایت حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اس کی تصاویر بنائی گئیں۔ اس کے بعد قریشی حمید اسلم صاحب ایڈووکیٹ جو اس وقت اتفاق سے ہمارے گھر نیلا گنبد آئے ہوئے تھے انہوں نے دعا کرائی۔ دعا میں میرے دادا جان میاں عبدالمجید صاحب جو کہ حضرت مسیح موعود کے رفیق ہیں (جن کا ذکر تاریخ احمدیت لاہور کے صفحہ نمبر 312 پر ہے) دعا میں شامل ہونے کے لئے تشریف لے آئے، اس کے علاوہ میری دادی جان مکرمہ زہرہ بیگم صاحبہ، مکرم میاں محمد یحییٰ صاحب (سیکرٹری تحریک جدید، امین جماعت احمدیہ لاہور) مکرم مبارک محمود پانی پتی صاحب، مکرم مقبول احمد ناصر صاحب، والد صاحب مکرم میاں عبدالقیوم ناگی صاحب اور والدہ صاحبہ مکرمہ خورشید بیگم صاحبہ اس مبارک تقریب کی دعا میں شامل تھیں۔

اس کے بعد یہ پارسل پوسٹ کر دیا گیا اور اس کے بعد یہ تصاویر مع نیگیٹو حضرت خلیفۃ المسیح الثالث کی خدمت میں پیش کر دی گئیں۔ ان تصاویر پر پرائیویٹ سیکرٹری نے تحریر لکھی دستخط کئے مہر لگائی۔ اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے اپنے تصدیقی دستخط تحریر فرمائے۔ ابا جان کی تصویر پر یہ تحریر تھی ''یہ وہ حضرت مسیح موعود کا مبارک کپڑا ہے جو میاں عبدالقیوم ناگی نے پکڑا ہوا ہے۔ جو گورنر جنرل گیمبیا جنرل سنگھاٹے کو بھجوایا جا رہا ہے''۔ اس کے علاوہ اس متبرک کپڑے کو پارسل میں بند کرنے سے قبل اور لفافے کی تصویر پر بھی حضور نے دستخط فرمائے۔ ان تصاویر کی کاپی سکین کر کے آپ کی خدمت میں بھجوا رہا ہوں اصل ہمارے پاس محفوظ ہے۔

ربوہ میں جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جو تصویری نمائش ہوتی تھی۔ اس میں اس واقعہ کا ایک پوسٹر لگا ہوتا تھا جس پر والد صاحب کی تصویر ہے مع تفصیل آویزاں ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ یہ تصویر خلافت جوبلی کے سو سالہ جشن کے موقعہ پر لجنہ اماء اللہ یوکے نے 2008ء میں جو خلافت نمبر شائع کیا اس میں بھی یہ تصویر شائع ہوئی اور لاہور جماعت کے سوونیئر جو 1989ء میں شائع ہوا اس میں بھی یہ تصویر شائع ہوئی۔ یہ تمام باتیں والد صاحب نے مجھے بتائیں جو میں نے تحریر کر کے محفوظ کر لی تھیں۔

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب

سیرۃ النبی ﷺ کے پُر اثر واقعات

آنحضرتؐ کا فقر اور صحابہ کا ایثار

ایک دفعہ ایک مہمان آنحضرتؐ کے پاس آیا۔ آپؐ نے اپنے سب گھروں میں آدمی بھیج کر کھانا منگوایا۔ مگر کہیں کچھ نہ ملا اور سب بیبیوں نے یہی کہلا بھیجا کہ پانی کے سوا ہمارے ہاں اور کچھ کھانے کو نہیں ہے۔ اس پر آنحضرت ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ کوئی ہے جو اس مہمان کو آج اپنے ہاں لے جائے اور کھانا کھلائے یہ سن کر انصار میں سے ایک صحابی اٹھے اور انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں ان کو اپنے ہاں لے جاؤں گا۔ چنانچہ وہ ان کو گھر لے گئے اور اپنی بی بی سے کہا کہ یہ آنحضرتؐ کے مہمان ہیں۔ ان کی اچھی طرح خاطر کرو۔ بی بی نے میاں کو الگ لے جا کر کہا کہ گھر میں تو سوائے اپنے بچوں کے کھانے کے اور کچھ نہیں ہے۔ اس انصاری نے کہا کہ بی بی تم کھانا تیار کر کے چراغ روشن کر دینا اور بچوں کو کسی طرح بہلا کر سلا دینا۔ پھر مہمان کو اور مجھے کھانے کے لئے بلا لینا۔ چنانچہ ان بی بی نے ایسا ہی کیا۔ بچوں کو تو بہلا کر سلا دیا اور کھانا تیار کر کے چراغ جلا کر مہمان کو بلایا۔ کھانا اس کے سامنے رکھا اور دونوں میاں بیوی اس کے ساتھ کھانے بیٹھ گئے اور جیسے کہ پہلے صلاح ہو چکی تھی۔ وہ بیوی اٹھیں اور چراغ کی بتی درست کرنے لگیں اور اس ترکیب سے چراغ بجھا دیا۔ ان دنوں میں دیا سلائیاں نہ تھیں۔ اس لئے چراغ بجھ جاتا۔ تو اس کا پھر جلانا بڑا وقت لیتا تھا۔ چنانچہ وہ لوگ اندھیرے میں ہی کھانے بیٹھ گئے۔ وہ مہمان تو کھانا کھاتے رہے۔ مگر یہ میاں بیوی دونوں صرف خالی منہ اسی طرح چلاتے رہے جس سے مہمان یہ سمجھے کہ وہ بھی کھا رہے ہیں۔ غرض مہمان نے تو پیٹ بھر کر کھانا کھا لیا اور گھر والے اور ان کے بچے سب بھوکے سو رہے جب صبح ہوئی تو وہ انصاری صبح آنحضرت ﷺ کی مسجد میں حاضر ہوئے۔ آپ ان کو دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کہ تم میاں بیوی کی رات والی بات سے اللہ تعالیٰ کو بھی ہنسی آ گئی۔ اس کے بعد ان لوگوں کے ایثار کی تعریف قرآن مجید میں بھی نازل ہوئی۔ (رضی اللہ عنہم)

عدل

فاطمہ نام ایک خاندانی عورت نے آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں چوری کی اور چوری کی سزا یہ تھی کہ چور کا ہاتھ کاٹا جائے۔ کئی لوگوں نے آپس میں کہا کہ یہ عورت بڑے معزز خاندان کی ہے۔ کوئی جرأت والا اس کی سفارش آنحضرت ﷺ سے جا کر کرے تو اچھا ہو۔ مگر کسی کو اس بات کی ہمت نہ پڑتی تھی۔ اسامہؓ آپؐ کے بہت پیارے تھے۔ انہوں نے کہا۔ اچھا میں آنحضرت ﷺ سے اس کا ذکر کروں گا۔ جب انہوں نے آنحضرتؐ سے اس عورت کی سفارش کی تو آپؐ کا چہرہ غصہ سے سرخ ہو گیا اور فرمانے لگے کہ بنی اسرائیل میں یہ دستور ہے کہ جب کوئی بڑا آدمی چوری کرتا ہے تو اسے چھوڑ دیتے ہیں اور اگر کوئی غریب آدمی چوری کرتا ہے تو اس کا ہاتھ کاٹ ڈالتے ہیں۔ مگر میں ہرگز ایسا نہیں کر سکتا۔ خدا کی قسم اگر میری بیٹی فاطمہ بھی چوری کرے تو اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالوں۔

شکر گزاری

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نے بہت سی انصاری عورتوں اور بچوں کو ایک شادی سے آتے ہوئے دیکھا۔ آپ انہیں دیکھ کر کھڑے ہو گئے اور فرمایا خدا گواہ ہے کہ تم لوگ مجھے سب سے زیادہ پیارے ہو۔

اصحاب صفہ کی حالت اور آپؐ کی ایک کرامت

حضرت ابو ہریرہؓ اصحاب صفہ میں سے تھے۔ یہ لوگ آنحضرتؐ کی مسجد میں پڑے رہتے تھے اور وہیں سوتے تھے۔ دن کو کچھ مزدوری مل گئی تو کر لی۔ ورنہ خیر، نہ ان لوگوں کے اہل وعیال تھے نہ ان کے پاس مال تھا۔ نہ کسی کے ذمہ ان کا کھانا تھا۔ جب آنحضرت ﷺ کے پاس صدقہ کی کوئی چیز آتی تھی۔ تو ان کو دے دیا کرتے تھے اور جب کوئی تحفہ آتا تو کچھ اپنے لئے رکھ لیتے اور باقی ان لوگوں کو بانٹ دیتے تھے۔ یہ لوگ آپؐ کی صحبت میں رہ کر دین کا علم سیکھتے تھے۔ چنانچہ حضرت ابو ہریرہؓ خود فرماتے ہیں کہ خدا کی قسم بعض دفعہ بھوک کے مارے میں زمین پر پیٹ لگا کر لیٹ جاتا اور بعض دفعہ پیٹ سے پتھر باندھ لیتا تھا۔ ایک دن میں فاقہ سے تنگ آ کر لوگوں کے رستہ میں بیٹھ گیا۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ میرے سامنے سے گزرے۔ میں نے ان سے قرآن کی ایک آیت کا مطلب پوچھا اور صرف اس لئے کہ مجھے کچھ کھلا دیں مگر انہوں نے خیال نہ کیا اور مطلب بتا کر چل دیئے۔ پھر حضرت عمرؓ گزرے میں نے ان سے بھی اسی مطلب کے لئے ایک آیت پوچھی۔ مگر وہ بھی مطلب بتا کر یونہی چلے گئے۔ کچھ نہ کھلایا۔ اتنے میں آنحضرتؐ وہیں سے گزرے اور مجھے دیکھ کر مسکرائے اور میرے دل کی بات اور چہرہ کی حالت سمجھ گئے اور فرمانے لگے اے ابو ہریرہ میں نے کہا لبیک یا رسول اللہ۔ فرمایا میرے ساتھ چلو۔ میں آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ مجھے گھر میں لے گئے۔ میں نے دیکھا کہ ایک پیالہ دودھ کا وہاں رکھا ہے۔ آپ نے پوچھا یہ کہاں سے آیا۔ گھر والوں نے کہا یہ آپ کے لئے ایک عورت تحفہ دے گئی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ابو ہریرہ جاؤ سب اصحاب صفہ کو بلا لاؤ۔ مجھے یہ بات بہت ناگوار گزری اور میں نے خیال کیا کہ اتنا سا تو دودھ ہے کس کس کے پیٹ میں جائے گا۔ بہتر تو یہ تھا کہ یہ سب مجھے مل جاتا۔ تو کچھ سہارا ہو جاتا۔ اب جو سب اصحاب صفہ آئیں گے۔ تو میرے لئے خاک بچے گا۔ مگر خیر میں اٹھا اور سب صفہ والوں کو اندر گھر میں بلا لایا۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ اب تم ان سب کو یہ دودھ پلاؤ۔ میں نے وہ پیالہ لیا اور ایک آدمی کو دیا۔ اس نے پیٹ بھر کر دودھ اس میں سے پیا اور پھر وہ پیالہ مجھے واپس دے دیا۔ میں نے دوسرے شخص کو وہ پیالہ دیا اس نے اپنا پیٹ بھر کر مجھے واپس کیا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے میں دیتا جاتا تھا اور وہ لوگ سیر ہو کر مجھے پیالہ واپس کرتے جاتے تھے۔ جب سب پی چکے تو میں نے وہ پیالہ آنحضرت ﷺ کی طرف بڑھایا۔ آپؐ اسے ہاتھ میں لے کر مسکرائے اور مجھ سے فرمانے لگے کہ اب فقط تم اور میں باقی رہ گئے ہیں۔ میں نے کہا ہاں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا بیٹھ جاؤ اور اسے پیو۔ میں نے تعمیل حکم کی اور جتنی خواہش تھی پی لیا۔ آپؐ نے پھر کہا اور پیو میں نے اور پیا آپؐ نے پھر کہا اور پیو میں نے بمشکل اور کچھ پیا اور عرض کیا کہ اب میرے پیٹ میں ذرہ جگہ باقی نہیں رہی۔ اس پر آپؐ نے وہ پیالہ خود لے لیا اور بسم اللہ اور الحمد للہ پڑھ کر باقی بچا ہوا نوش فرما لیا۔

پیاسے شہید

ابو جہل کے ایک بیٹے تھے۔ ان کا نام تھا عکرمہؓ وہ بھی فتح مکہ کے زمانہ تک آنحضرتؐ سے لڑائیاں لڑتے رہے۔ آخر واحد خدا کا غلبہ اور بتوں کی شکست دیکھ کر وہ مسلمان ہو گئے اور جیسے پہلے کفر کے جوش میں آپ سے دشمنی کرتے تھے۔ مسلمان ہو کر اس سے بڑھ کر جوش کے ساتھ اسلام کی خدمت کرنے لگے۔ ان کے مرنے کا قصہ عجیب ہے۔ ایک جنگ (یرموک) میں یہ زخمی ہو کر گرے۔ ان کے ساتھ اور مسلمان بھی زخمی پڑے تھے۔ جب لوگ ان مجروحین کو میدان جنگ سے اٹھا کر لائے تو ان زخمیوں میں سے ایک شخص حارث نے پانی مانگا۔ جب پانی آیا۔ تو عکرمہ نے پانی کی طرف دیکھا۔ حارث نے یہ دیکھ کر پانی لانے والے سے کہا کہ یہ پانی عکرمہ کو پلا دو جب عکرمہ نے پانی لیا۔ تو ایک تیسرے مسلمان نے جن کا نام عیاش تھا۔ ان کی طرف پیاسی نظر سے دیکھا۔ عکرمہ نے پانی بغیر چکھے واپس کر دیا اور لانے والے کو کہا کہ یہ پانی عیاش کو دے دو جب وہ شخص عیاش کے پاس پانی لے کر پہنچا تو اتنے میں ان کا دم نکل چکا تھا وہ عکرمہ کی طرف مڑا اور پانی لے کر جھکا تو دیکھا کہ وہ بھی وفات پا چکے ہیں۔ وہاں سے ہٹ کر وہ حارث کے پاس پہنچا۔ معلوم ہوا کہ ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔

یہ تھی سچی ہمدردی اور ایثار صحابہ کا اور یہی وہ لوگ تھے جو پہلے دنیا میں بدترین گمراہ اور لوگوں کا حق مار لینے والے اور پانی کے بدلے انسانی جانوں کو تلف کر دینے والے تھے۔ مگر آنحضرت ﷺ کی ایک نظر نے ان کی کایا پلٹ دی اور انہیں خاک سے کندن بنا دیا۔ اللھم صل علیٰ محمد۔

شراب نے لنگڑا کر دیا

ایک دفعہ آنحضرتؐ کی خدمت میں کچھ لوگ ایک قبیلہ کے آئے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمارے ملک کی آب و ہوا اچھی نہیں۔ اس لئے ہم چھوارے بھگو کر ان کا پانی پیا کرتے تھے۔ کیا ہم ایسا کر لیا کریں؟ آپؐ نے فرمایا ہاں اس کا کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر کسی شراب کے برتن میں چھوارے نہ بھگونا ورنہ چھواروں کے پانی میں بھی نشہ پیدا ہو جائے گا اور تم وہ نشہ والا پانی لے کر ایک دوسرے سے لڑنے لگو گے اور یہاں تک نوبت پہنچے گی کہ ایک کی تلوار سے دوسرے کا پیر زخمی ہو جائے گا اور وہ بچارا عمر بھر کے لئے لنگڑا ہو جائے گا۔ آپ کی یہ بات سن کر وہ لوگ بہت ہی ہنسے آپ نے پوچھا اتنا کیوں ہنستے ہو؟ انہوں نے عرض کیا کہ خدا کی قسم ایک دفعہ ایسا ہی ہو چکا ہے۔ ہم لوگوں نے شراب کے برتنوں میں چھوارے بھگو دیئے۔ پھر جو ان کا پانی پیا تو ایسا نشہ ہوا کہ ہم آپس میں ہی لڑ پڑے اور یہ لنگڑا شخص جو سامنے کھڑا ہے اس کو ایسی تلوار لگی کہ بچارا ہمیشہ کے لئے ایک ٹانگ سے معذور ہو گیا۔

حضرت ابوذر کا اسلام لانا

حضرت ابوذر فرماتے ہیں کہ میں قبیلہ غفار کا ایک شخص ہوں جب ہمیں اپنے علاقہ میں یہ خبر پہنچی کہ مکہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو میں نے ان کے حالات معلوم کرنے کے لئے اپنے بھائی کو مکہ بھیجا۔ چنانچہ وہ گئے اور آنحضرتؐ سے ملے اور پھر گھر میں واپس آئے۔ جب میں نے ان سے حال پوچھا تو وہ کہنے لگے کہ میں نے اس شخص کو دیکھا ہے۔ وہ ہر نیکی کا حکم کرتے ہیں اور ہر بری بات سے منع کرتے ہیں۔ ابوذر کہتے ہیں کہ ان کی اتنی مختصر بات سے میری تسلی نہ ہوئی اور میں نے خود اپنا سامان تیار کیا اور مکہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں میں بہت حیران ہوا کہ میں کس طرح آنحضرتؐ سے ملوں۔ کیونکہ میں ان کو پہچانتا نہ تھا اور یہ میں نے مناسب نہ سمجھا کہ لوگوں سے آپ کی بابت دریافت کروں۔ میں کعبہ میں اتر پڑا۔ بھوک پیاس لگتی تو زمزم کا پانی پی لیا کرتا۔ ایک دن حضرت علی میرے پاس سے گزرے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر کہا کہ تم یہاں مسافر معلوم ہوتے ہو۔ میں نے کہا ہاں۔ انہوں نے کہا ہمارے گھر چلو۔ میں ان کے ساتھ ہو لیا۔ نہ وہ مجھ سے بولے نہ میں کچھ بولا۔ وہیں ان کے پاس کھانا

کھایا اور سو رہا۔ صبح ہوئی تو میں پھر کعبہ میں گیا اور ارادہ کیا کہ آج آنحضرتؐ کی بابت کسی سے پوچھوں گا۔ مگر کوئی شخص مجھے ایسا نہ ملا۔ جس سے یہ سوال کرتا رات ہوگئی اور میں کعبہ میں ہی پڑ رہا۔ اتفاقاً پھر حضرت علی میرے پاس سے گزرے اور کہنے لگے کہ تمہیں آج بھی کوئی جگہ ٹھہرنے کو نہیں ملی۔ میں نے کہا نہیں۔ حضرت علی نے کہا چلو میرے ساتھ۔ راستہ میں انہوں نے پوچھا کہ تم باہر کے آدمی معلوم ہوتے ہو۔ تمہارا یہاں کیا کام ہے جو آئے ہو؟ میں نے کہا کہ اگر آپ میرا راز فاش نہ کریں تو بیان کرتا ہوں۔ حضرت علی نے کہا ہاں میں کسی سے نہیں کہوں گا۔ تم بیشک بیان کرو۔ میں نے کہا کہ ہمیں اپنے علاقہ میں یہ خبر ملی تھی کہ یہاں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر میں نے اپنے بھائی کو یہاں بھیجا۔ مگر جو کچھ انہوں نے بیان کیا اس سے میری تسلی نہیں ہوئی۔ اس لئے اب میں خود اس شخص سے ملنے آیا ہوں۔ حضرت علی نے کہا۔ اچھے ملے! میں بھی وہاں جا رہا ہوں جن سے تم ملنا چاہتے ہو تم میرے ساتھ چلو اور جہاں میں جاؤں تم بھی داخل ہو جانا اور اگر کوئی فسادی آدمی جس سے تم کو کسی خطرہ کا اندیشہ ہوگا مجھے نظر آئے گا تو میں دیوار کے پاس ٹھہر جاؤں گا اور اپنی جوتی درست کرنے لگوں گا تم یہ اشارہ سمجھ لینا اور مجھ سے الگ ہو کر سیدھے چلے جانا۔ میں نے کہا اچھا۔ اس کے بعد حضرت علی مجھے آنحضرت ﷺ کے پاس لے گئے۔ میں آپ سے ملا اور سوال کیا کہ مجھے اسلام کے احکام سنائیے۔ آنحضرت ﷺ نے سنائے میں اسی وقت مسلمان ہو گیا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ اے ابوذر ابھی اپنے اسلام کو کھلم کھلا ظاہر نہ کرنا۔ بلکہ بہتر ہے کہ تم اپنے علاقہ کی طرف واپس چلے جاؤ اور جب تمہیں ہمارے غلبہ کی خبر پہنچے تو ہمارے پاس آجانا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے اس خدا کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں اب اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا میں تو ابھی پکار پکار کر لوگوں میں اس کو ظاہر کروں گا۔ چنانچہ میں وہاں سے نکلا اور پکارتا ہوا کعبہ کی طرف آیا اور کہا کہ اے قریش میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یہ سن کر قریش کے لوگ کہنے لگے کہ ذرا اس بے ایمان کی خبر لینا۔ یہ کہہ کر وہ لوگ مجھ پر ٹوٹ پڑے اور مجھے اتنا مارا کہ میری جان نکلنے کے قریب ہوگئی۔ اتنے میں حضرت عباس نے مجھے دیکھا اور مجھ پر جھک گئے اور لوگوں سے کہا کم بختو یہ تو قبیلہ غفار کا آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اگر یہ مارا گیا تو یاد رکھو کہ وہ لوگ تمہاری وہ خبر لیں گے کہ تم بھی یاد کرو گے۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے قافلوں اور تجارت کا راستہ انہی کے علاقہ میں سے ہے۔ یہ سن کر وہ مارنے والے رک گئے اور ادھر ادھر چلے گئے۔ خیر میں نے وہ رات گزاری اور جب صبح ہوئی تو میں پھر کعبہ میں گیا اور کل کی طرح پھر کلمہ پڑھا اور اپنا اسلام ظاہر کیا۔ اس پر پھر وہ لوگ مجھے مارنے لگے۔ حضرت عباس پھر دوڑے ہوئے آئے اور مجھے ان سے بچایا اور وہی بات کہی جو کل کہی تھی۔ غرض یہ حال میرے مسلمان ہونے والے دن کا ہے۔

حقیقی پاکیزہ زندگی

ایک دن آنحضرت ﷺ کے چند صحابہ آپ کی بیویوں کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ آنحضرت ﷺ کی عبادت کا حال دریافت کریں۔ انہوں نے خیال کیا کہ شائد آپ گھر میں ہر وقت نماز میں ہی مصروف رہتے ہوں گے۔ جب بیویوں نے آپ کے حالات سنائے اور انہیں آپ کی عبادت معمولی معلوم ہوئی تو وہ کہنے لگے کہ بھلا ہم کو آنحضرتؐ سے کیا نسبت۔ آپ کے تو اگلے پچھلے قصور سب خدا نے معاف کر دیئے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں تو اب ساری رات نماز ہی پڑھا کروں گا۔ دوسرے نے کہا کہ میں ہمیشہ روزہ ہی رکھا کروں گا۔ کوئی دن ناغہ نہیں کروں گا۔ تیسرے نے کہا کہ میں کبھی شادی نہیں کروں گا۔ آنحضرتؐ نے جب یہ باتیں سنیں تو انہیں بلوا کر پوچھا کہ کیا تم نے ایسا ایسا کہا ہے؟ وہ بولے ہاں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ خدا کی قسم میں تم سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والا ہوں۔ مگر پھر بھی میرا یہ حال ہے کہ روزہ رکھتا بھی ہوں اور چھوڑ بھی دیتا ہوں۔ نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں۔ عورتوں سے نکاح کرتا ہوں اور ان سے تعلق بھی رکھتا ہوں۔ سن لو! کہ جو شخص میرے اس طریقہ پر نہیں چلے گا اس کا پھر میرے ساتھ کچھ تعلق نہیں۔

جنگ احد میں صحابہ کی قربانیاں

جو نمونہ صحابہ نے احد کی جنگ کے موقعہ پر آنحضرتؐ کے گرد و پیش آپؐ پر قربان ہونے کا دکھایا ہے اور جس طرح آپ کی حفاظت کے لئے انہوں نے اپنے اعضاء اور جسموں کو ڈھال بنا کر مصائب سہے ہیں۔ دنیا وہ نمونہ پیش کرنے سے عاجز ہے۔

لونڈیاں آپ سے کام لیا کرتی تھیں

مدینہ میں کئی دفعہ غریب لونڈیاں آپ کو پکڑ لیتیں اور کہتیں کہ یارسول اللہ یہ ہمارا کام ہے اسے کر دیں۔ آنحضرت ﷺ ان کے ساتھ ہو لیتے اور ان کا کام کر دیتے۔

الفقر فخری

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرتؐ کے گھروں میں کئی دفعہ دو دو مہینے تک آگ نہ جلتی تھی۔ ایک شخص بولا کہ پھر گزارہ کس طرح ہوتا تھا۔ بولیں کہ پانی اور کھجور کھا لیتے تھے یا کبھی کہیں سے کچھ دودھ آجاتا تھا۔ آنحضرتؐ نے ساری عمر کبھی چپاتی کی شکل نہیں دیکھی۔ نہ کبھی میدہ آپ کے ہاں آیا۔ گھر میں کوئی چھلنی نہ تھی۔ چکی سے موٹا موٹا آٹا پیس کر منہ کی پھونکوں سے بھوسی اڑا دیتے اور باقی کو گوندھ کر پکا لیتے۔ جب آنحضرت ﷺ فوت ہوئے تو آپ کی زرہ تھوڑے سے جو کے بدلے ایک یہودی کے پاس گروی تھی اور جن کپڑوں میں آپ فوت ہوئے۔ ان میں دونوں طرف پیوند لگے ہوئے تھے۔ حالانکہ وہ ایسا وقت تھا کہ سارا جزیرہ نمائے عرب آپ کا مطیع اور فرمانبردار ہو چکا تھا۔

مساوات

جب آنحضرت ﷺ بدر کی جنگ کے لئے مدینہ سے نکلے تو فوج میں سواریاں بہت کم تھیں۔ تین تین آدمیوں کے پیچھے ایک ایک اونٹ تھا اور لوگ باری باری سوار ہوتے تھے۔ آنحضرت ﷺ کے ساتھ بھی دو آدمی ایک اونٹ میں شریک تھے۔ جب وہ عرض کرتے کہ یارسول اللہ آپ سوار رہیں۔ ہم پیدل چلیں گے۔ تو آپ فرماتے کہ تم مجھ سے زیادہ پیدل نہیں چل سکتے اور میں بھی تمہاری طرح ثواب کا محتاج ہوں۔ چنانچہ آپ ان کو اپنی اپنی باری پر سوار کرا دیتے اور خود پیدل چلتے۔

آپ لین دین کے کھرے تھے

خالد بن عمیر ایک صاحب بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دفعہ مکہ گیا۔ ان دنوں آنحضرت مکہ میں تھے اور ابھی ہجرت نہیں ہوئی تھی۔ وہاں میں نے ایک پاجامہ آنحضرتؐ کے ہاتھ فروخت کیا۔ رسول اللہ نے اس کی قیمت میں مجھے چاندی دی اور جب آپؐ نے وہ چاندی تولی تو خوب جھکتی ہوئی تولی۔

آنحضرتؐ پر سب سے زیادہ سختی کا دن

ایک دن حضرت عائشہؓ نے آنحضرتؐ سے سوال کیا کہ یارسول اللہ کیا احد سے بھی زیادہ سخت کوئی دن آپ پر آیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہاری قوم قریش سے جو مصیبتیں اٹھائی ہیں وہ احد سے بہت بڑھ کر ہیں اور سب سے زیادہ تکلیف مجھے اس دن پہنچی۔ جس دن میں طائف میں عبد یالیل کے پاس گیا اور اس نے میری دعوت رد کر دی۔ میں نہایت رنج و ملال کے ساتھ وہاں سے چلا۔ ان لوگوں نے وہاں کے شہدے اور اوباش میرے پیچھے لگا دیئے اور انہوں نے کئی میل تک مجھے ہوش نہ آنے دیا۔ اتنا مارا اور پتھر برسائے کہ مجھے معلوم نہ تھا کہ کدھر جا رہا ہوں۔ میں نے اپنا منہ بچانے کے لئے اپنا سر نیچے کر رکھا تھا اور میرے ہوش و حواس بجا نہ تھے۔ یہاں تک کہ یہ پتھروں کی بارش قرن الثعالب میں جا کر بند ہوئی۔ تو میں نے اپنا سر آسمان کی طرف اٹھایا اور دیکھا ایک ابر کے ٹکڑے نے مجھ پر سایہ کر لیا اور اس میں جبرائیل علیہ السلام تھے۔ انہوں نے مجھے آواز دی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی تبلیغ اور ان لوگوں کا سلوک دیکھ لیا اور اس نے آپ کے پاس پہاڑوں کے فرشتہ کو بھیجا ہے اور آپ کو اجازت دی ہے کہ جو چاہیں اسے حکم کریں۔ پھر مجھے پہاڑوں کے فرشتے نے آواز دی اور سلام کیا اور کہا کہ اے محمد اس وقت جو آپ چاہیں میں کر دوں۔ اگر اجازت ہو تو یہ دونوں سامنے والے پہاڑ ان لوگوں پر رکھ دوں۔ میں نے کہا نہیں میں یہ نہیں چاہتا۔ مجھے امید ہے کہ اللہ ان کی نسل سے ایسے لوگ پیدا کرے گا جو اس کی عبادت کریں گے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں گے۔ اللھم صل علی محمد۔

خیر آپ نے ان اوباشوں کے ظلم سے ایک باغ میں پناہ لی۔ وہ باغ آپ کے مکہ کے پرانے دشمنوں عتبہ اور شیبہ کا تھا۔ اس وقت وہ دونوں وہیں باغ میں موجود تھے۔ آپ کی مصیبت دیکھ کر ان دشمنوں کو بھی اس وقت ترس آ گیا۔ چنانچہ انہوں نے اپنے ایک عیسائی غلام عداس نامی کو بلا کر کہا کہ ایک خوشہ انگوروں کا لیکر اس شخص کو دے آ جو باغ میں فلاں جگہ بیٹھا ہے۔ عداس انگور لے کر حاضر ہوا اور پیش کر کے کہا کہ اسے کھائیے۔ آپ جب کھانے لگے تو پہلے بسم اللہ پڑھی۔ عداس نے آپ کے چہرہ کو غور سے دیکھا اور کہا کہ خدا کی قسم یہ کلام تو اس شہر کے لوگ نہیں پڑھا کرتے۔ آنحضرتؐ نے اس سے پوچھا تم کہاں کے رہنے والے ہو اور تمہارا کیا دین ہے۔ عداس نے کہا میں عیسائی ہوں اور نینوہ کا رہنے والا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ پھر تو تم یونسؑ کے شہر والے ہو۔ عداس نے کہا آپ کیا جانیں کہ یونس کون تھے؟ آنحضرتؐ نے فرمایا کہ وہ میرے بھائی تھے۔ میں بھی نبی ہوں اور وہ بھی نبی تھے۔ یہ سن کر عداس جھکے اور آنحضرتؐ کے سر اور ہاتھوں کو بوسہ دیا۔ یہ نظارہ عتبہ اور شیبہ نے بھی دور سے دیکھا اور کہنے لگے لو اس شخص نے ہمارے غلام کو بھی گمراہ کر دیا۔ جب غلام ان کے پاس واپس آیا تو انہوں نے کہا کمبخت تو نے اس شخص کے سر اور ہاتھوں کو کیوں بوسہ دیا۔ عداس بولے حضور اس وقت اس شخص سے بہتر اور کوئی شخص روئے زمین پر نہیں ہے۔ عتبہ شیبہ کہنے لگے۔ عداس افسوس کی بات ہے۔ تمہارا دین تو اس کے دین سے اچھا ہے تم ہرگز اپنے دین کو نہ چھوڑو۔

بچوں کو پیار کرنا

ایک دفعہ آنحضرت ﷺ کے پاس ایک دیہاتی آدمی بیٹھا تھا۔ آپ نے اس کے سامنے اپنے نواسے کو پیار کیا اور چوما وہ کہنے لگا یارسول اللہ کیا آپ بھی بچوں کو چومتے ہیں؟ ہم تو اپنے بچوں کو اس طرح پیار نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا کہ بھائی جب اللہ نے تمہارے دل سے رحم چھین لیا تو میں کیا کر سکتا ہوں۔

رص بھٹی صاحبہ

ٹیلی پورٹیشن Teleportation

پہیہ کی ایجاد آج سے پانچ ہزار سال پہلے ہوئی تب سے لے کر آج تک انسان سفر کرنے کے لئے تیز سے تیز تر ذرائع ایجاد کرنے میں مصروف ہے۔ رتھ، بائیسکل، آٹو موبائل، ہوائی جہاز اور پھر راکٹ یہ تمام وہ ذرائع ہیں جن کے ذریعے ہم اپنی منزل تک کم سے کم وقت میں پہنچ سکتے ہیں۔ ان تمام ذرائع نقل وحمل میں ہمیں مادی فاصلہ طے کرنے کے لئے کئی منٹوں سے لے کر گھنٹے تک لگ جاتے ہیں۔ لیکن کیسا ہو اگر ہم یہ فاصلہ بغیر کسی گاڑی یا مادی وسیلے کے طے کر سکیں۔

سائنسدان آجکل ایسے ہی ایک طریقے پر کام کر رہے ہیں جس میں وہ نقل وحمل اور نشریاتی ذرائع کی خصوصیات استعمال کر رہے ہیں اور اسے ٹیلی پورٹیشن (teleportation) کا نام دیا گیا ہے۔

اس عمل کے ذریعے کسی جسم کو ایک مقام سے تحلیل (dematerialize) کر کے اس جسم کی درست اور مکمل ایٹمی اجزائے ترتیب (configration) کسی دوسرے مقام پر بھیجی جاتی ہے۔ جہاں اسے دوبارہ سے بنایا جاتا ہے۔ یعنی ہم اس سفر میں سے ٹائم اور سپیس کے عناصر کو ختم کر دیں گے۔

اکثر لوگوں کو ٹیلی پورٹیشن کے نظریے سے واقفیت سٹار ٹریک کی قسم کی ٹی وی سیریلز سے ہو گی اور یہ نام (teleportation) بھی سائنس فکشن لکھنے والے ادیبوں ہی کا دیا ہوا ہے۔

1993ء میں ٹیلی پورٹیشن کا نظریہ سائنس فکشن کی دنیا سے نکل کر نظریاتی دنیا میں آیا۔ جب IBM کے ایک طبیعات دان چارلس بینٹ اور اس کی تحقیقاتی ٹیم نے یہ ثابت کیا کہ کوانٹم ٹیلی پورٹیشن حقیقت میں ممکن ہے۔ لیکن صرف اس صورت میں جبکہ اصل جسم جس کو ٹیلی پورٹ کیا گیا ہے ختم ہو جائے۔ یہ اعلان بینٹ نے مارچ 1993ء میں امریکن فزیکل سوسائٹی کے سالانہ اجلاس میں کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی تحقیقات کے متعلق رپورٹ بھی دی جو کہ فزیکل ریویو لیٹرز کے مارچ 1993ء کے شمارے میں چھپی۔ تب سے فوٹان پر تجربات ہو رہے ہیں جن سے ثابت ہوا ہے کہ کوانٹم ٹیلی پورٹیشن دراصل ممکن ہے۔

موجودہ تجربات اور مستقبل

1998ء میں کیلی فورنیا انسٹی ٹیوٹ آف ٹیکنالوجی کے طبیعات دانوں نے دو یورپین گروپس کے ساتھ مل کر تجربات کئے اور IBM کے ٹیلی پورٹیشن کے نظریہ کو حقیقت کا روپ دیا۔ ان تجربات میں انہوں نے ایک فوٹان کو ایک میٹر coaxial کیبل کے دوسرے سرے تک ٹیلی پورٹ کیا اور اس فوٹان کی ہو بہو کاپی دوسرے سرے پر بن گئی جیسا کہ متوقع تھا پہلے والے فوٹان کا وجود اپنی نقل کے بنتے ہی ختم ہو گیا۔

اسی طرح 2002ء میں آسٹریلین نیشنل یونیورسٹی نے کامیابی کے ساتھ ایک لیزر بیم کو ٹیلی پورٹ کیا۔ ٹیلی پورٹیشن کا ایک کامیاب تجربہ اکتوبر 2006ء میں نیل بوہر انسٹی ٹیوٹ، کوپن ہیگن ڈنمارک میں کیا گیا اس تجربہ میں ڈاکٹر یوجن پولزک Eugen Polzik نے ایک لیزر بیم میں محفوظ کی گئی معلومات ایٹمی بادلوں atomic cloud کو منتقل (ٹیلی پورٹ) کیں۔ ان کا کہنا ہے کہ یہ اس قسم کا پہلا تجربہ ہے جس میں روشنی اور مادہ کے درمیان ٹیلی پورٹیشن کی گئی ہے۔

ممکن ہے کہ اس ٹیکنالوجی کے ذریعے ایک دن کوانٹم کمپیوٹر وجود میں آئیں جن کی ڈیٹا ٹرانس میشن کرنے کی صلاحیت موجودہ کمپیوٹرز سے کئی گنا زیادہ ہو گی۔

انسانی ٹیلی پورٹیشن

فی الحال ہم ایک ایسی مشین بنانے سے کئی سالوں کے فاصلے پر کھڑے ہیں جو انسانوں کو ٹیلی پورٹ کر سکے اور شائد فزکس کے قوانین بھی اس کی راہ میں حائل ہیں کہ ایک انسان کو فوری طور پر ایک مقام سے کسی دوسرے مقام پر لے جایا جا سکے۔

انسان کو ٹیلی پورٹ کرنے کے لئے ایک ایسی مشین کی ضرورت ہے جو انسانی جسم کے 10^{26} ایٹموں کی درست پوزیشن اور وقت نکال سکے اور ان کا تجزیہ کر سکے جو کہ اربوں اربوں ایٹموں سے بھی زیادہ ہے۔ پھر ان تمام معلومات کو کسی دوسرے مقام پر بھیج سکے، جہاں دوبارہ سے اس انسان کا جسم تعمیر ہو۔ اپنی تمام تر درست تفصیلات کے ساتھ۔ مالیکیولز اپنی جگہ سے اگر ایک ملی میٹر بھی ادھر ادھر ہو گئے تو اس سے وہ انسان نہایت خطرناک ذہنی یا جسمانی خامی کا شکار ہو سکتا ہے۔

سٹار ٹریک سیریز کو اگر دیکھا جائے تو اس میں ٹیلی پورٹیشن مشین کو ٹیلی پورٹر کا نام دیا گیا تھا۔ یہ ایک پلیٹ فارم کی شکل کی تھی جب کوئی کردار یا زیادہ لوگ اس پر آ کر کھڑے ہوتے کنٹرول روم کے ذریعے سب سے پہلے ٹرانسپورٹر مشین ہر شخص کے ہر ایٹم کو مقفل کرتی اس کے بعد ایک لہر اس پر بھیجتی تھی جو کہ ان تمام مالیکیولز کو مطلوبہ جگہ پر ٹرانسپورٹ کر دیتے تھے ٹرانسپورٹ ہونے سے پہلے وہ روشنی کی ہر ایک لہر میں غائب ہو جاتے تھے اور پھر کسی دوسرے سیارے پر دوبارہ سے وہ تمام ایٹم اکٹھے ہو جاتے تھے۔

اگر کبھی ایسی کوئی مشین بنی تو بھی یہ بہت مشکل ہے کہ انسان کو سچ مچ ٹیلی پورٹ کیا جا سکے یہ یقیناً ایک فیکس مشین کی طرح کام کرے گی لیکن اس سے زیادہ درست طریقے سے۔ لیکن اصل شخص کے ساتھ کیا ہو گا..........؟

ایک تھیوری یہ ہے کہ ٹیلی پورٹیشن میں کلوننگ اور ڈیجیٹل سسٹم ملایا جائے گا۔ اس بائیو ڈیجیٹل کلوننگ میں اس شخص پر یقیناً ایک قسم کی موت وارد ہو جائے گی۔ اس کا اصل ذہن اور جسم زندہ نہیں ہوں گے اس کی بجائے اس کی ایٹمی ساخت کسی اور جگہ پر دوبارہ سے بنائی جائے گی اور ڈیجیٹل سسٹم اس کی یادداشت، جذبات، امیدیں اور خواب دوبارہ سے بنائے گا۔ لہٰذا وقت کا یہ مسافر زندہ تو ہو گا لیکن ایک نئے جسم کے ساتھ۔

سائنسدان مصروف ہیں ایک ایسی ٹیکنالوجی کے بنانے میں جس کے ذریعے ان خطرناک طریقوں سے بچا جا سکے ممکن ہے ان کا کوئی وارث اس طرح کا کوئی طریقہ ایجاد کرنے میں کامیاب ہو جائے۔

پہلی بھیڑ کی کلوننگ میں پانچ سال لگے تھے جبکہ ہفتہ کے ساتوں دن چوبیس گھنٹے کام کیا گیا تھا تا کہ اس کا ڈی این اے ڈی کوڈ کرنے کے لئے۔ آج کا IBM تیز ترین کمپیوٹر یہ کام چار سال میں کر سکتا ہے۔ ٹیلی پورٹیشن کا مطلب ہے ڈی این اے کی تعمیر نو۔ اگر ہم کسی انسان کے ایٹموں کی تفصیل اور ان کی ولاسٹی کو بھول جائیں تو بھی ایک انسان کے تمام ایٹموں کی ایک ملی میٹرز کی 3D معلومات کے لئے 10^{32} بٹس کو ٹرانس مٹ کرنا ہو گا جو آج کا تیز ترین آپٹیکل فائبر سو ملین صدیوں میں کرے گا۔ اس کے علاوہ فزکس کا اصول غیر یقینیت بھی اس راہ میں حائل ہے۔ خیر یہ تو ایک نظریہ ہے۔ پچھلے سو سالوں میں کام کی رفتار میں چار سو گنا اضافہ ہوا ہے۔ آئندہ کیا ہو گا یہ تو وقت بتائے گا۔ چلیں انسان نہ سہی لیکن ممکن ہے کہ ہم چیزوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ ٹیلی پورٹ کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

پیارے دوستو! بعض چیزیں صرف نظریاتی طور پر زندہ رہتی ہیں ہم نہیں سمجھتے کہ کبھی انسانوں کی ٹیلی پورٹیشن ممکن ہو سکے گی۔ کیونکہ انسان صرف مادی وجود نہیں رکھتا بلکہ ایک روح بھی ہے۔ جو کسی ایٹم سے نہیں بنی۔

اور روح کے بارے میں انسان کی معلومات نہایت مختصر ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

ویسئلونك عن الروح .... وما اوتیتم من العلم الا قلیلا (بنی سرائیل:86) اور وہ تجھ سے روح کے متعلق سوال کرتے ہیں تو کہہ دے کہ روح میرے رب کے حکم سے ہے اور تمہیں معمولی علم کے سوا کچھ نہیں دیا گیا۔

نیز فرماتا ہے

.... لاتنفذون الا بسلطن (الرحمٰن:34)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع فرماتے ہیں۔

”اس آیت میں یامعشر الجن والانس بیان فرمایا گیا ہے جن سے جو عجیب وغریب مخلوق لی جاتی تھی اس کے متعلق تو اس زمانے میں یہ کہا جا سکتا تھا کہ وہ اقطار السمٰوات ولارض سے نکلنے کی کوشش کرے گی لیکن انس کے متعلق تو یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کہ وہ اقطار السمٰوات والارض سے نکلنے کی کوشش کریں گے۔ یہاں خاص طور پر قابل غور بات یہ ہے کہ صرف اقطار الارض نہیں فرمایا بلکہ اقطار السمٰوات والارض فرمایا ہے یعنی ساری کائنات کو ایک ہی چھلانگ میں پار کرنے کی کوشش کریں گے۔ الابسلطٰن سے مراد یہ ہے کہ وہ کوشش کریں گے مگر صرف مضبوط استدلال کے ذریعہ کامیاب ہو سکیں گے۔ یہی حال اس زمانہ میں ہے۔ زمین وآسمان پر غور کرنے والے سائنسدان بیس بلین روشنی کے سالوں تک دور کی خبریں محض اپنے غالب استدلال کے ذریعہ معلوم کر لیتے ہیں۔ جسمانی طور پر ان کے لئے ناممکن ہے۔“

(ترجمۃ القرآن از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ص:978)

اگر کبھی سائنسدان ایسی مشین بنانے میں کامیاب ہو سکے تو اس کا مطلب ہو گا کہ ہم ٹائم مشین بنا سکیں گے اور وقت میں سفر کر سکیں گے جو کہ صرف ایک خواب ہے۔

چوبی ہڈیاں

اگر کوئی کسی زخمی سے کہے کہ اپنی ٹوٹی ہڈی کی جگہ لکڑی لگوا لو تو یقیناً اسے پاگل سمجھے گا۔ لیکن اب اٹلی کے ماہرین لکڑی ہی سے ہڈیاں تیار کر رہے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ لکڑی کی ساخت دھاتوں یا سرامک سے بنی ہڈیوں کے مقابلے فطری ہڈی سے زیادہ قریب تر ہے۔ لہٰذا ٹوٹی ہڈی نہ صرف نشوونما میں کم وقت لگاتی ہے بلکہ پہلے جیسی مضبوط ہو جاتی ہے۔

گو ہر لکڑی جل سکتی ہے مگر سرخ شاہ بلوط، پام اور سیپو (Sipo) درختوں کی لکڑیاں زیادہ موزوں ہیں۔ ماہرین پہلے تنے کا ایک حصہ خوب جلاتے ہیں یہاں تک وہ خالص کاربن (کوئلہ) بن جائے۔ پھر اس پر کیلشیم کی پھوار مار کر اسے کیلشیم کاربائیڈ بنایا جاتا ہے۔ آخر میں اس پر مزید متعلقہ کیمیکل لیپ کر کے اسے مصنوعی ہڈی بنا دیا جاتا ہے۔ اس طریقے سے انسانی جسم کی کوئی بھی ہڈی تیار ہو سکتی ہے۔ ایک عام مصنوعی ہڈی کی تیاری پر 600 سے 800 ڈالر خرچ ہوتے ہیں۔ مگر بے پناہ فوائد دیکھتے ہوئے یہ خرچ کم لگتا ہے۔

چونکہ دھاتوں یا سرامکس سے بنی مصنوعی ہڈیاں ٹھوس ہوتی ہیں۔ لہٰذا وہ اکثر فطری ہڈیوں کے جوڑوں کو نقصان پہنچا دیتی ہیں۔ مزید براں ان میں لچک بھی کم ہوتی ہے۔ اب اطالوی ماہرین نے لکڑی سے لچک دار اور محفوظ مصنوعی ہڈیاں ایجاد کر کے انسانیت کی بڑی خدمت انجام دی ہے۔

(سنڈے ایکسپریس 3 جنوری 2010ء)

مکرم ہومیوڈاکٹر نذیر احمد مظہر صاحب

انسانی صحت کے لئے پانی ایک نعمت عظمیٰ ہے

پانی کیا ہے؟

پانی ہائیڈروجن دو حصے اور آکسیجن ایک حصہ پر مشتمل ہے اسے کیمیائی زبان میں H_2O کہا جاتا ہے ہوا کے بعد انسانی زندگی کے لئے پانی سب سے زیادہ اہم چیز ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے بطور عطیہ دی جانی والی چیز یعنی پانی دنیا میں ہر جگہ پایا جاتا ہے۔

انسانی جسم میں پانی کی مقدار دو تہائی ہے اور اس کے بغیر انسانی زندگی کا تصور چند دن سے زیادہ ممکن نہیں۔

انسانی تخلیق کے بارے میں قرآن کریم فرماتا ہے اور وہی ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اسے آبائی اور سسرالی رشتوں میں باندھا اور تیرا رب دائمی قدرت رکھتا ہے۔ (سورۃ الفرقان 55)

پھر فرماتا ہے:۔

کیا انہوں نے دیکھا نہیں جنہوں نے کفر کیا کہ آسمان اور زمین دونوں مضبوطی سے بند تھے پھر ہم نے ان کو پھاڑ کر الگ کر دیا اور ہم نے پانی سے ہر زندہ چیز پیدا کی۔ تو کیا وہ ایمان نہیں لائیں گے؟

(سورۃ الانبیاء 31)

انسانی دماغ میں پانی کا تناسب پچانوے فیصد، خون میں بیاسی فیصد اور پھیپھڑوں میں دس فیصد ہے۔

یادداشت کا کمزور ہونا، بنیادی ریاضی یعنی حساب کتاب میں مشکل پیش آنا اور چھوٹے حروف میں لکھی گئی تحریر کو پڑھنے میں دشواری ہونا، جیسا کہ کمپیوٹر پر لکھی ہوئی تحریر کو توجہ سے نہ پڑھ سکنا یہ سب جسم میں پانی کی کمی کی علامات ہیں۔ دن کے وقت اگر آپ کو تھکاوٹ محسوس ہوتی ہے تو اس کی ایک عام سی وجہ یہ بھی ہے کہ آپ کے جسم میں پانی کی کمی ہو رہی ہے اور آپ کا جسم پانی کا مطالبہ کر رہا ہے

انسانی جسم میں ہونے والی توڑ پھوڑ اور دیگر ضروری عوامل کے لئے پانی انتہائی ضروری ہے۔ پانی کے بغیر انسانی جسم بھی بالکل ایسے ہی کام کرنے سے قاصر ہے جیسا کہ ایک گاڑی پٹرول یا گیس کے بغیر کام نہیں کر سکتی۔ درحقیقت جسم کے تمام خلیوں اور اعضاء کو اپنا اپنا کام کرنے کے لئے پانی کی اشد ضرورت ہوتی ہے بصورت دیگر وہ اپنا کام احسن طریق پر نہیں کر پاتے اور ہمارا ایک صحت مند اور توانا نہیں رہتا۔

جسم میں پانی کے افعال

پانی ہمارے جسم میں ہڈیوں کے جوڑوں میں بالکل ایسے ہی کام کرتا ہے جیسے موبل آئل وغیرہ کسی بھی مشین کی حرکت کو سہل بنانے میں معاون ہوتا ہے۔

☆ پانی ایک چکنا سا مادہ بناتا ہے جو ہمارے جوڑوں کے اردگرد پھیل کر ان کی حرکت کو سہل بناتا ہے۔

☆ پانی جسم کے درجہ حرارت کو مستحکم رکھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔

☆ جسم میں ہونے والی کیمیائی تبدیلیاں پانی کی موجودگی میں ہی ہوتی ہیں۔

☆ روزمرہ زندگی میں جسم کو متوازن رکھنے کے علاوہ پانی بیماریوں کی روک تھام میں بھی ایک بنیادی کردار ادا کرتا ہے۔

☆ دن میں آٹھ گلاس پانی پینے سے بڑی آنت کا کینسر لاحق ہونے کے خدشات میں 45 فیصد اور مثانے کا کینسر لاحق ہونے کے خدشات میں 50 فیصد تک کمی کا امکان ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ چھاتی کا کینسر ہونے کے خدشات کو کم کرنے میں بھی پانی بڑا ہی معاون ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ زیادہ پانی پینے کے فوائد کی چند ایک مثالیں ہیں۔

پانی کا معیار

پانی کے بارہ میں اس قدر مفید معلومات حاصل ہو جانے کے بعد اب یہ بات بھی نہایت اہمیت کی حامل ہے کہ پیئے جانے والے پانی کا معیار بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ پانی کی مقدار اہم ہے یعنی نہ صرف یہ کہ زیادہ سے زیادہ پانی پینے پر ہی زور دیا جائے بلکہ اس بات پر بھی توجہ دینی چاہئے کہ پانی صاف ستھرا اور جراثیم سے پاک ہو تا کہ پانی کے مطلوبہ فوائد حاصل ہو سکیں نہ کہ مزید بیماری کا سبب بنے۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ جو پانی ہم پیتے ہیں وہ صنعتی مواد سے آلودہ ہوتا ہے۔ یعنی ایسا پانی ہوتا ہے جس میں نقصان دہ بیکٹیریا، کیمیکلز اور کچھ دھاتی مواد وغیرہ شامل ہو جاتا ہے اور پانی کے قدرتی ذرائع آلودہ ہو جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ ماحولیاتی آلودگی بھی پانی کو نقصان دہ حد تک آلودہ کر رہی ہے۔ اور اس قسم کا پانی پی کر لوگ انتہائی مہلک قسم کی بیماریوں جیسے جگر کا ناکارہ ہونا، کینسر اور اسی طرح کی دیگر خطرناک بیماریوں کا شکار ہو رہے ہیں۔

آج کے اس دور میں جو بھی پانی ہمیں مہیا کیا جاتا ہے چاہے وہ واٹر میونسپل سسٹم سے ملے، کنوؤں یا جھیلوں، دریاؤں یا گلیشیئرز سے حاصل ہو اس میں کچھ نہ کچھ ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ بوتل والے پانی کی کچھ اقسام ایسی ہیں جن پر تحقیق کے بعد ثابت ہوا ہے کہ ان میں ضرر رساں اجزا اچھی خاصی مقدار میں ہوتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ پلاسٹک کی وہ بوتل جس میں پانی پیک کیا گیا ہوتا ہے اس میں سے بھی پلاسٹک کے کیمیکل خارج ہو کر پانی میں شامل ہو رہے ہوتے ہیں۔

لہٰذا اس بات کو یقینی بنانے کے لئے کہ آیا جو پانی آپ استعمال کر رہے ہیں وہ مکمل طور پر صاف اور جراثیم سے پاک ہے ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ آپ اپنے گھر میں پانی کی صفائی کا انتظام کریں یعنی واٹر فلٹریشن سسٹم لگائیں۔

☆ پانی غذا کو ہضم کرنے اور جذب کرنے میں اور آکسیجن اور دیگر غذائی اجزا کی جسم کے خلیوں تک ترسیل میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

☆ صاف پانی جسم کی بافتوں (ٹشوز) کو مضبوط کرنے کے لئے ایک انتہائی موثر عنصر ہے۔

انسانی جسم بنیادی طور پر پانی سے مرتب شدہ ہے۔ پانی نہ صرف فائدہ مند ہے بلکہ یہ زندگی کے لئے انتہائی ضروری جز ہے کیونکہ آکسیجن کے بعد پانی ہی انسانی زندگی کے بچاؤ کے لئے سب سے اہم عنصر ہے۔ پانی ہمارے جسم کے بہتر اور موثر طور پر کام کرنے میں انتہائی اہم کردار ادا کرتا ہے لہٰذا یہ بات اب بالکل عیاں ہے کہ جتنا زیادہ تازہ پانی ہم پیئں گے ہمارا جسم اتنا ہی مضبوط اور ہماری صحت اتنی ہی اچھی ہوتی جائے گی۔

پانی کی اس قدر افادیت جاننے کے بعد یہ بات انتہائی مضحکہ خیز لگتی ہے جب کوئی یہ کہتا ہے "میں پانی پینا بھول گیا" کیا ایسے لوگوں کو سانس لینے کے لئے یاددہانی کی ضرورت ہے؟ پانی نہ صرف ہماری زندگی اور صحت کے معیار کو بہتر بناتا ہے بلکہ یہ ہماری زندگیوں کو دوام بھی بخشتا ہے۔ اگر آپ کو ان باتوں پر یقین نہیں آرہا تو مندرجہ ذیل کو ذرا غور سے پڑھئے۔

پانی مدد کرتا ہے

☆ کمر کے نچلے حصے کی درد، جوڑوں کا درد، گردن کا درد، پورے سر کا درد، آدھے سر کا درد، دمہ، ڈپریشن، بلڈ پریشر کا بڑھ جانا، الرجی اور کولیسٹرول وغیرہ کو روکنے میں نیز ان بیماریوں سے نجات دلانے میں بھی پانی مدد کرتا ہے۔

☆ جلد کو صاف اور تروتازہ رکھنے میں، مسلز کو مضبوط بنانے میں اور وزن کو کم کرنے میں۔

☆ جسم کے درجہ حرارت کو متحرک رکھنے میں اور فضلات کو خارج کرنے میں یا گردے کی پتھری کے خدشات کو کم کرنے میں۔

جسم کی بافتوں کی حفاظت کرنے اور ریڑھ کی ہڈی و دیگر اعضاء کو نقصانات سے بچانے کے لئے پانی کا کوئی نعم البدل نہیں۔ یوں تو مشروبات جیسے جوس، سوڈا، چائے، کافی وغیرہ اگرچہ ان میں بھی پانی کی کافی مقدار ہوتی ہے تاہم یہ پانی کے جو مثبت اثرات ہیں ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے حتیٰ کہ ان درج بالا مشروبات میں سے کچھ تو صحت کے لئے نقصان دہ بھی ثابت ہو سکتے ہیں۔ مثلاً بعض مشروبات ایسے بھی ہیں جو جسم میں چربی کو ایک مطلوبہ مقدار سے زیادہ کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ خاص طور پر کولاز (پیپسی، کوکا کولا، سیون اپ، ٹیم وغیرہ) میں تو ایسے کیمیائی اجزا ہوتے ہیں جو سر درد اور سانس کی تکلیف میں بطور محرک استعمال ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کولاز میں شوگر، سوڈیم اور ایسڈز (تیزاب) وغیرہ بھی ہوتے ہیں جو کسی طور پر بھی صحت کیلئے فائدہ مند نہیں ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ہم ان مشروبات کا استعمال بالکل ہی ترک کر دیں جہاں تک ممکن ہو سکے ان سے بچیں اور ان کی بجائے سادہ پانی استعمال کریں یا حسب طبیعت و مزاج گاجر، کیلا، سیب اور گنا کے تازہ رس استعمال کریں۔ بازاری ملک شیک عموماً تازہ و خالص اجزا پر مشتمل نہیں ہوتے ان سے بھی حتی الوسع گریز ضروری ہے۔

لیکن یہ یاد رہے کہ سادہ پانی صفر کیلوری ہوتا ہے جبکہ پھلوں کے رس اور ملک شیک غذائی کیلوریز رکھتے ہیں لہٰذا بلاضرورت ان کا استعمال بھی کسی قدر نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔

پھولوں سے ربڑ بنے گا

ربڑ روزمرہ اشیاء کا بنیادی جزو ہے۔ ایک اندازے کے مطابق ٹائروں سے لے کر بوتلوں تک تیس ہزار اشیاء میں ربڑ استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً ٹائروں میں لچک قدرتی ربڑ کے باعث ہی آتی ہے۔ دنیا میں بیشتر قدرتی ربڑ جنوبی مشرقی ایشیا میں پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اب وہاں ایک پھپھوندی (فنگس) ربڑ کے درختوں کو کھا رہی ہے۔ ماہرین نے کیڑے مار ادویہ کے ذریعے اسے پھیلنے سے روک رکھا ہے۔ لیکن خطرہ ہے کہ پھپھوندی نے ان ادویہ کے خلاف مدافعت پیدا کر لی، تو تمام درخت متاثر ہونے سے دنیا میں ربڑ کی شدید کمی جنم لے سکتی ہے۔ یہی خطرہ مدنظر رکھ کر جرمنی کے فراؤن، ہوفراسٹی ٹیوٹ برائے سالماتی حیاتیات نے قدرتی ربڑ بنانے کا ایک اور راستہ اختیار کر لیا ہے اب گل قاصدی (Dandelion) سے بھی ربڑ بن سکے گا۔ گل قاصدی کی شاخ توڑی جائے تو اس سے بھی سفید لیس دار مواد نکلتا ہے۔ درحقیقت دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمنوں، روسیوں اور امریکیوں نے اس پودے کے ذریعے ربڑ بنایا بھی تھا لیکن اس کی پیداوار وسیع پیمانے پر ممکن نہ ہو سکی۔

وجہ یہ ہے کہ گل قاصدی کا لیس دار مادہ ہوا میں آتے ہی جم جاتا ہے اور پھر کسی کام کا نہیں رہتا۔ آخر اس سال فراؤن ہوف انسٹیٹیوٹ کے ماہرین نے گل قاصدی میں وہ خامرہ (انزائم) دریافت کر لیا جو اس کا لیس دار مادہ جماتا ہے۔ بعدازاں انہوں نے لیبارٹری میں اس خامرے سے پاک گل قاصدی کی نئی قسم ایجاد کر لی۔ ماہرین کی رو سے یہ نئی قسم پودے کی پرانی اقسام کے مقابلے میں "500 گنا" زیادہ قابل استعمال لیس دار سفید مادہ تیار کرے گی۔ اب اس قسم کو وسیع پیمانے پر اگانے کا منصوبہ تیار ہو رہا ہے۔ یوں پھر ہمیں وافر ربڑ ملے گا اور اس سے بنی چیزیں سستی ہو جائیں گی۔

(سنڈے ایکسپریس 3 جنوری 2010ء)

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر/امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

نکاح

۞ مکرم سلطان احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ نظارت اشاعت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم حافظ طارق احمد شہزاد صاحب کے نکاح کا اعلان مکرمہ ناعمہ منیر صاحبہ بنت مکرم ملک محمد منیر احمد صاحب ریٹائرڈ انجینئر ریلوے آف ملتان کے ساتھ مورخہ 15/اپریل 2010ء کو بعد نماز عصر بیت مبارک میں محترم مولانا سلطان محمود انور صاحب ناظر خدمت درویشاں نے مبلغ دو لاکھ روپے حق مہر پر کیا۔ مکرم حافظ طارق احمد شہزاد صاحب مکرم میاں محمد دین صاحب مرحوم رفیق حضرت مسیح موعود آف مانگٹ اونچا (جو میرے دادا ہیں) کی نسل سے ہیں۔ احباب جماعت سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو ہر لحاظ سے بابرکت بنائے۔ آمین

ولادت

۞ مکرم شبیر احمد گجر صاحب صدر محلہ نصیر آباد عزیز ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم صغیر احمد شاہد صاحب مربی سلسلہ اور بہو مکرمہ درعدن منزہ صاحبہ نصیر آباد عزیز ربوہ کو اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے مورخہ 15/اپریل 2010ء کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت نومولود کا نام مصور احمد عطا فرمایا ہے نیز وقف نو کی بابرکت تحریک میں بھی قبول فرمایا ہے۔ نومولود مکرم منور احمد خان صاحب دارالعلوم شرقی برکت ربوہ کا نواسہ ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ نومولود کو نیک، صالح، خادم دین، درازی عمر والا، والدین اور سلسلہ کیلئے مفید وجود بنائے۔ آمین

ولادت

۞ مکرم مرزا ظفر اقبال صاحب ولد مکرم مرزا منیر احمد صاحب صدر جماعت کالا گجراں ضلع جہلم لکھتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل اور رحم کے ساتھ میری بیٹی مکرمہ نور الصباح صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا طاہر احمد صاحب کینیڈا کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت بچے کا نام مرزا حاشر احمد عطا فرمایا ہے۔ جو وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ نومولود مکرم مرزا نوقیر یٰسین صاحب ولد مکرم مرزا منیر احمد صاحب اسلام آباد کا پوتا ہے۔ تمام احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ بچے کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر والا، خادم دین اور والدین کیلئے قرۃ العین بنائے۔ آمین

ملازمت کے مواقع

۞ ضلع چنیوٹ محکمہ محنت و انسانی وسائل میں صرف ضلع چنیوٹ کے رہائشی امیدواروں کیلئے اسسٹنٹ سٹینو گرافر، کمپیوٹر آپریٹر، نائب قاصد، خاکروب، مالی، چوکیدار، سٹور کیپر اور باورچی کی آسامیاں خالی ہیں۔ سادہ کاغذ پر درخواستیں بنام مہر عبدالرحمٰن ایگزیکٹو کمیٹی ڈویلپمنٹ ڈسٹرکٹ چنیوٹ کے نام بھجوائی جاسکتی ہیں۔ درخواستیں جمع کروانے کی آخری تاریخ 17 مئی 2010ء ہے۔ مزید تفصیلات کیلئے 3 مئی 2010ء کا اردو اخبار جنگ ملاحظہ فرمائیں۔

۞ پاکستان سٹیٹ آئل کمپنی کو انجینئرز کے علاوہ سیکورٹی ڈیپارٹمنٹ میں نوجوان درکار ہیں۔ رابطہ کیلئے www.psopk.com

۞ نیشنل ٹیلی کمیونیکیشن کارپوریشن اسلام آباد کو Domain Experts,CMR Sp,Billing Sp درکار ہیں۔ رابطہ کیلئے www.jobs.gov.pk

۞ PEL کمپنی کو ریجنل سیلز مینیجر اور سیلز آفیسر درکار ہیں۔

۞ ایک کمرشل بینک کو مختلف آسامیوں کیلئے نوجوان درکار ہیں۔

پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کو سینئر میڈیکل آفیسر، Junior Scientist، فی میل لیکچرار باٹنی اینڈ انگلش، ایڈمن آفیسر، اکاؤنٹس آفیسر وغیرہ درکار ہیں۔

۞ پاکستان ایئر فورس میں ایجوکیشن کے حوالہ سے نوجوان درکار ہیں۔

نوٹ: 2 تا 7 اشتہارات کی تفصیل کیلئے 9 مئی 2010ء کا اخبار ڈان ملاحظہ فرمائیں۔

(نظارت صنعت و تجارت)

تصحیح

۞ روزنامہ الفضل مورخہ 14 مئی 2010ء کو صفحہ 6 پر ''جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کے فضلوں کی موسلا دھار بارش'' کے عنوان پر مضمون کے پہلے کالم میں مکرم برہان احمد ظفر صاحب کے ساتھ غلطی سے ناظر اصلاح و ارشاد لکھا گیا ہے۔ آپ ناظر اشاعت صدر انجمن احمدیہ قادیان ہیں۔ احباب تصحیح فرمالیں۔

(ادارہ)

ایورسٹ پر پہلی بار پاکستان کا جھنڈا لہرایا گیا

17 مئی 2000ء کو پاکستان کے وقت کے مطابق 8 بج کر 30 منٹ پر پاکستان کا جھنڈا بھی دنیا کی بلند ترین چوٹی ماؤنٹ ایورسٹ پر لہرا دیا گیا۔ یہ کارنامہ 45 سالہ نذیر صابر نے سرانجام دیا۔

نذیر صابر 1955ء میں ہنزہ کے ایک گاؤں ''گوجال'' میں جو وادی چوپرسن میں واقع ہے پیدا ہوئے۔ ان کو شروع سے ہی پہاڑوں سے دلچسپی پیدا ہوگئی تھی اور اس دلچسپی اور شوق کی وجہ سے وہ پہاڑوں پر مارے مارے پھرتے تھے۔ ایک پہاڑ سے دوسرے پہاڑ اور دوسرے پہاڑ سے تیسرے پہاڑ پر۔ نذیر صابر 26 سال کی عمر میں پاکستان کے شمالی علاقہ جات کے تقریباً سارے پہاڑوں پر پھر چکے تھے۔ نذیر اپنے اس شوق کو پورا کرنے کے لئے نیپال اور جاپان بھی گئے۔ اور دوسرے یورپی ممالک میں بھی۔

پہلی مشہور پہاڑی چوٹی، جو نذیر صابر نے سر کی وہ 7284 میٹر بلند ہنزہ میں ''پاسو'' کی چوٹی تھی۔ یہ انہوں نے 1974ء میں سر کی۔ پھر نذیر نے ایک جاپانی ٹیم کے ساتھ ماؤنٹ گوڈون آسٹن (کے ٹو) 17/اگست 1981ء میں اسی ہواوٹانی کی معیت میں فتح کی اور سردیوں میں انہوں نے جاپان کی مشہور اور خوبصورت چوٹی فیوجی یاما تیز رفتاری کے ساتھ دو گھنٹے میں فتح کر لی۔ 1982ء میں پاکستانی چوٹی 8035 میٹر بلند گیشر بروم سر کر ڈالی۔ 1983ء میں وہ ایک جاپانی ٹیم کے ساتھ نانگا پربت پر چڑھ رہے تھے تو 400 میٹر کی ایک گہری کھائی میں گر گئے، مگر خدا نے بچا لیا جب کہ ان کا ساتھی شیمو رانہ بچ سکا اور اپنی جان گنوا بیٹھا۔

1990ء میں وہ کینیڈا میں کوہ راکی میں ہالی وڈ کی ایک ٹیم کے ساتھ K-2 پر جو پاکستان میں دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی ہے، پر ایک فلم بنا رہی تھی۔ ایک تکنیکی مشیر کی حیثیت میں بھی کام کیا۔

1991ء میں ایک اور جاپانی ٹیم کے ساتھ شامل ہوئے جس میں 2 جاپانیوں نے برفانی تودہ گرنے سے اپنی جانیں گنوائیں۔ اس میں بھی نذیر کو اللہ نے بچایا۔ ان جاپانیوں میں سے ایک جاپانی کی بیوی نے اپنے شوہر کی یاد میں ہنزہ میں ایک انگلش میڈیم اسکول قائم کیا۔

دنیا کے پہاڑی مہم جوؤں میں نذیر صابر کی بڑی عزت کی جاتی ہے۔ 1982ء میں نذیر صابر کو صدر پاکستان کی طرف سے حسن کارکردگی کا تمغہ حاصل کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہوا۔ نذیر صابر کو سیاحت کے متعلق دوسرے ملکوں میں پاکستان کی نمائندگی کا شرف بھی حاصل رہا۔ نذیر صابر کا بیان ہے، جیسے ہی ہم نے چڑھائی شروع کی ''موت کے علاقے'' کے قریب ہم کو سرد اور تیز ہوا کے جھونکے نے آلیا۔ شاید ہوا کا وہ جھونکا ہمارے انتظار میں تھا۔ ہم نے فوراً ہی اپنا خیمہ گاڑھ لیا اور یہ خطرناک ترین رات ہم نے خیمے میں ہی گذاری۔ کبھی کبھی تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہم خیمے کے ساتھ ہی اڑ جائیں گے اور یہ شدید تند اور تیز ہوا ہمارا خیمہ اڑا لے جائے گی۔ صبح کو ہم نے خیمے پر کچھ بھاری پتھر رکھ دیئے تا کہ ہوا سے خیمہ اڑ نہ جائے اور جلد از جلد نیچے کی طرف بیس کیمپ میں بخیریت واپس آ گئے اور صاف اور اچھے موسم کا انتظار کرنے لگے۔

موسم جو مہم جوؤں کو اکثر دھوکے میں رکھتا ہے 16 مئی کو بالکل صاف اور شفاف ہوگیا تھا۔ نذیر کہتے ہیں کہ میں خوش ہو گیا کہ کچھ دنوں کے لئے موسم بہت صاف ستھرا اور پرسکون ہو گیا تھا لہٰذا میں آسانی کے ساتھ ماؤنٹ ایورسٹ کی چوٹی پر پہنچ گیا۔ یہ نہایت ہی طرب انگیز اور خوشگوار لمحہ تھا۔ پورا چاند ہلکے بادلوں میں آنکھ مچولی کا کھیل، کھیل رہا تھا۔ میں نے پاکستان کا جھنڈا دنیا کی بلند ترین چوٹی 8848 میٹر 29028 فیٹ پر گاڑھ کر خدا کا شکر ادا کیا جس نے مجھے یہ توفیق دی۔

نذیر صابر کے ساتھ بینجمن ویبسٹر کینیڈا کا ایک فوٹو گرافر اور 4 نیپالی شرپا (مزدور) بھی تھے۔ 17 مئی 2000ء بروز بدھ صبح ساڑھے آٹھ بجے پاکستانی وقت کے مطابق یہ سب ایورسٹ کی چوٹی پر پہنچ چکے تھے۔

ایورسٹ کو تبتی زبان میں ''چومولنگما'' یعنی ''دنیا کی ماں'' نیپالی زبان میں ''ساگر ماتھا'' یعنی ''آسمان کا سر'' کہتے ہیں۔

اس بلند ترین دنیا کی چوٹی پر پہلا مہم جو جس نے 1921ء میں پہلی مرتبہ ایورسٹ کو سر کیا تھا وہ جارج میلوری تھا اس نے ایورسٹ کو دیکھا تو دنگ رہ گیا اور حیرت میں مبہوت ہو کر ایورسٹ کو ایک شہنشاہ، ناقابل تسخیر، اس شان و شوکت کا تنہا وارث قرار دیا۔ یہی وہ پہلا شخص تھا جس نے ایورسٹ پر چڑھنے کا صحیح راستہ معلوم کیا۔ افسوس ایورسٹ کی دوسری مہم کے دوران 1924ء میں کسی گہری کھائی میں گر کر ہلاک ہوگیا۔

29 مئی 1953ء کو نیوزی لینڈ کے باشندے سر اڈ منڈ ہیلری اور ایک نیپالی شیرپا (مزدور) تیزنگ نورنے دنیا میں سب سے پہلے ایورسٹ کی چوٹی پر قدم رکھا اور اس پر پہنچنے کا اعزاز حاصل کیا۔

بعد میں مشہور مہم جو رین ہولڈ میسر کو یہ اعزاز حاصل ہوا کہ وہ بغیر کسی آکسیجن کی مدد کے بالکل تن تنہا ایورسٹ پر پہنچا اور واپس آیا۔

مستحق طلباء کی امداد

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں۔

جس طرح ہماری جماعت دوسرے کاموں کے لئے چندہ کرتی ہے اسی طرح ہر گاؤں میں اس کیلئے کچھ چندہ جمع کر لیا جائے۔ جس سے اس گاؤں کے اعلیٰ نمبروں پر پاس ہونے والے لڑکے یا لڑکوں کو وظیفہ دیا جائے اس طرح کوشش کی جائے کہ ہر گاؤں میں دو تین طالب علم اعلیٰ تعلیم حاصل کریں۔

(الفضل 30/ اکتوبر 1945ء)

خدا تعالیٰ کے فضل سے نظارت تعلیم کے تحت حضرت مصلح موعودؓ کی اس خواہش کی تکمیل کیلئے نگران امداد طلبہ کا شعبہ اس نیک اور مفید کام میں مصروف ہے۔ اور سینکڑوں غریب طلبہ اس شعبہ کے تعاون سے تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ امداد طلبہ کا یہ شعبہ اس تعاون کو آمد ہونے کے ساتھ ہی بہتر طور پر ممکن بنا سکتا ہے۔ لیکن اس کی آمد اس وقت بالکل نہ ہونے کے برابر ہے۔ طلباء کی کتب، یونیفارم اور مقالہ جات کیلئے رقم کی فوری ضرورت ہے۔ یہ رقوم درج ذیل صورتوں میں خرچ کی جاتی ہیں۔

1۔ سالانہ داخلہ جات 2۔ ماہوار ٹیوشن فیس
3۔ درسی کتب کی فراہمی 4۔ فوٹو کاپی مقالہ جات
5۔ دیگر تعلیمی ضروریات

پاکستان میں فی طالب علم اوسطاً سالانہ اخراجات اس طرح سے ہیں۔

1۔ پرائمری وسیکنڈری 8 ہزار سے 10 ہزار روپے تک سالانہ

2۔ کالج لیول 24 ہزار سے 36 ہزار روپے تک سالانہ

3۔ بی ایس سی۔ ایم ایس سی و دیگر پروفیشنل ادارہ جات ایک لاکھ سے 3 لاکھ روپے تک

سینکڑوں طلبہ کی معاونت کا اس وقت اس شعبہ پر بے انتہا مالی بوجھ ہے۔ جس کیلئے عطیات کی فوری ضرورت ہے۔ تمام احمدی احباب سے درخواست ہے کہ اس کار خیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی موثر رنگ میں تحریک فرماویں کہ اس شعبہ کے لئے دل کھول کر حصہ ڈالیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے خلوص میں بے انتہا برکت ڈالے۔ آمین

یہ عطیہ جات براہ راست نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم یا خزانہ صدر انجمن احمدیہ کی مد ''امداد طلبہ'' میں بھجوائے جاسکتے ہیں۔

(نگران امداد طلبہ نظارت تعلیم)

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کی طرف سے ایک ضروری اعلان

نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن مجلس خدام الاحمدیہ پاکستان کی طرف سے وقتاً فوقتاً احباب جماعت کو عطیہ چشم کی تحریک کی جاتی ہے نیز وفات پانے والے آئی ڈونرز سے حاصل کردہ صحت مند کارنیا (Cornea) بذریعہ آپریشن موزوں نابینا افراد کو لگایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ ایسوسی ایشن بلاتفریق مذہب وملت ملک بھر میں بینائی کی بحالی کے سلسلے میں منفرد خدمت کی توفیق پا رہی ہے۔ اگر آپ کے علم میں کسی بھی عمر کے ایسے مریض ہیں جو آنکھوں کی بیرونی جھلی کارنیا کی انفیکشن یا کسی اور خرابی کے نتیجے میں بینائی کی دولت سے جزوی یا کلی طور پر محروم ہیں تو وہ نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن کے مرکزی دفتر واقع نور العین (بالمقابل فضل عمر ہسپتال) میں رابطہ کریں اور اپنے کوائف کا اندراج کروالیں۔ ایسوسی ایشن کے پاس ایسے نابینا افراد کا کمپیوٹرائزڈ ریکارڈ ہوتا ہے اور باری آنے پر ان کے آپریشن کا فوری انتظام کیا جاتا ہے۔

ایڈریس: دفتر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن واقع نور العین بالمقابل فضل عمر ہسپتال ربوہ

فون نمبرز: 047-6215201,6212312

(صدر نور آئی ڈونرز ایسوسی ایشن)

درخواست دعا

مکرم حافظ پرویز اقبال صاحب صدر محلّہ شکور پارک اطلاع دیتے ہیں۔

مکرم یوسف سلیم شاہد صاحب مربی سلسلہ کھوکھر غربی ضلع گجرات کے والد مکرم صوفی محمد شریف صاحب ریٹائرڈ معلم وقف جدید کچھ عرصہ سے جلدی کینسر میں مبتلا ہیں۔ گزشتہ سال انمول ہسپتال لاہور سے ریڈیو گرافی کروائی تھی اس سے طبیعت بہتر ہوئی تھی۔ اب دوبارہ زخم تازہ ہوگیا ہے۔ پلاسٹک سرجری کے لئے جناح ہسپتال ریفر کیا گیا ہے۔ احباب کرام کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے خاص فضل سے شفائے کاملہ وعاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

مکرم جاوید ناصر ساقی صاحب مربی سلسلہ دارالضیافت ربوہ تحریر کرتے ہیں۔

مکرم مبارک احمد بٹ صاحب مربی ضلع سکھر کے والد محترم حنیف احمد بٹ صاحب آف کنری ضلع میر پور خاص کی ریڑھ کی ہڈی کا آپریشن ہوا ہے۔ بستر پر لیٹے رہنے کی وجہ سے زخم ہوگئے ہیں جس کی وجہ سے کمزور اور لاغر ہوگئے ہیں۔ احباب جماعت سے جلد مکمل صحت یابی کیلئے درخواست دعا ہے۔

مکرم محمد شہزاد صاحب کارکن دفتر روزنامہ الفضل تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے چھوٹے ماموں مکرم اصغر علی صاحب ولد مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب طاہر آباد جنوبی ربوہ گزشتہ ماہ سے گلے کی سوزش اور پھیپھڑے خشک ہونے کی تکلیف میں مبتلا ہیں اور ساتھ ہی چند دنوں سے شدید بخار بھی ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل سے موصوف کو کامل وعاجل شفایابی کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

ربوہ میں طلوع وغروب 17 مئی

طلوع فجر	3:41
طلوع آفتاب	5:08
زوال آفتاب	12:05
غروب آفتاب	7:01

خونی بواسیر کی مفید مجرب دوا
اکسیر بواسیر
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ
فون: 047-6212434

گھریلو اشیاء برائے فروخت
Samsung T.V 29" (1)
DV.D (3) PhilipsT.V 21" (2)
Washing Machine (4)
(6) فریج بڑا Microwave (5)
تمام اشیاء اچھی حالت میں ہیں رابطہ کیلئے
0300-7719850 دارالصدر شرقی ربوہ

خالص سونے کے زیورات
Ph:6212868
Res:6212867
Mob: 0333-6706870
میاں اظہر احمد
میاں مظہر احمد
فینسی جیولرز
اقصیٰ روڈ ربوہ

Hoovers World Wide Express
کوریئر اینڈ کارگو سروس کی جانب سے ریٹس میں حیرت انگیز حد تک کمی
جلسوں اور عیدین کے موقع پر خصوصی رعایتی پیکجز
0345-4866677
0333-6708024
042-5054243
7418584
بلال احمد انصاری صفیان احمد انصاری
نزد احمد فیبرکس

FD-10

کار برائے فروخت
Santro کار Extc مینی گیس فٹڈ 2006 ماڈل
صرف 34000/- کلومیٹر چلی ہوئی برائے فروخت ہے
رابطہ: 0300-7719850

ناصر ہومیو کلینک اینڈ سٹور
کالج روڈ ربوہ بالمقابل جدید پریس ربوہ
0300-7713148

الرحمن پراپرٹی سنٹر
اقصیٰ چوک ربوہ۔ موبائل: 0301-7961600
0321-7961600
پروپرائٹر: رانا حبیب الرحمن فون دفتر: 6214209

ایک نام ایک معیار مناسب دام
مغل جیکو کیٹ ہال
کھانوں کے اعلیٰ معیار اور بہترین سروس کی ضمانت دی جاتی ہے
کشادہ حال 350 مہمانوں کے بیٹھنے کی گنجائش
لیڈیز ہال میں لیڈیز ورکرز کا انتظام
6211412,03336716317

ہر کمپنی کے سپلٹ یونٹ مارکیٹ سے بارعایت خرید فرمائیں
احمدی احباب کیلئے انسٹالیشن پر خصوصی رعایت
فریج۔ فریزر۔ واشنگ مشین
T.V۔ گیزر۔ ائر کنڈیشنر
سپلیٹ۔ ٹیپ ریکارڈر
موبائل فون دستیاب ہیں
عثمان الیکٹرونکس
7231681
7231680
7223204
طالب دعا نعم اللہ
1۔ لنک میکلوڈ روڈ بالمقابل جودھامل بلڈنگ پٹیالہ گراؤنڈ لاہور

الفضل سپلٹ اینڈ ونڈو اے سی
اگر آپ اپنا پرانا ونڈو اے سی سپلٹ، فریج، فریزر، چلر پلانٹ، سکریپ یارڈ وغیرہ فروخت کرنا چاہتے ہیں تو ہم بہترین قیمت دیتے ہیں۔
0333-4862020